امام المشبحین اسد اللہ الغالب

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فضائل، مناقب، اقوال، کرامات، خصائل مبارکہ

"ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کا آخری باب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ، تعلیق و تصحیح

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

سعی و اہتمام

میاں رضوان نفیس

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاہ نفیس اکادمی

حضرت علی بن ابی طالب رضؓ

کرم اللہ وجہہٗ

ازلۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء کتاب الثانی باب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مقدمہ تعلیق وتصحیح: ڈاکٹر محمود الحسن عارف

ترجمہ: مولانا اشتیاق احمد

بشکریہ: میاں رضوان نفیس

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

الامام المجاہد حجۃ اللہ العالمین

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

فضائل مناقب اقوال کرامات فضائل نماز

AF-1361

toobaa-elibray.blogspot.com

امام الاشجعین اسد اللہ الغالب

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فضائل، مناقب، اقوال، کرامات، خصائل مبارکہ

"ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کا آخری باب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ، تعلیق و تصحیح

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

بسعی و اہتمام

میاں رضوان نفیس

AFC 1361

شاہ نفیس اکادمی

۱۱/۲۷، سعدی پارک مزنگ، لاہور۔

0300-4183709

سلسلۂ اشاعت نمبر ۸

نام کتاب: ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

تصنیف: ..... مجدد الہند حضرت شاہ ولی اللہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: ..... مولانا اشتیاق احمد یوپندی مدظلہ

تقدیم و تسہیل: ..... ڈاکٹر محمود الحسن عارف

بسعی و اہتمام: ..... میاں رضوان نفیس

طبع اول: ..... شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ / جولائی 2011ء

قیمت: .....

ناشر: ..... شاہ نفیس اکادمی، ۱۱/۲۷ سعدی پارک لاہور

0300-4183709

☆ ملنے کے پتے ☆

۱۔ نفیس منزل، کریم پارک راوی روڈ لاہور

۲۔ مکتبہ قاسمیہ، الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

۳۔ مکتبہ رشیدیہ، مقدس مسجد اردو بازار لاہور

۴۔ الفیصل، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور

۵۔ ادارہ اسلامیات، ۱۱۹۰ انارکلی لاہور

۶۔ مکتبہ رشیدیہ، اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی

۷۔ مکتبہ شہید، اسلام لال مسجد اسلام آباد

toobaa-elibrary.blogspot.com

انتساب

امام العاشقین، ملک الخاطئین، سید العارفین، برہان الواصلین، تاج المحبوبین
سراج السالکین، زبدۃ الکاملین، سند الاصفیاء السالکین، سید السادات، مجمع
السعادات، عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، منبع صفا، معدن وفا، رئیس الاتقیاء، سلطان
الاولیاء، سرحلقہ صوفیان اہل صفا، زین طریقت وولا، مقبول بارگاہ الٰہی، آفتاب
اہل محبت، قدوۂ اہل مودت، رہبر شریعت، جمال طریقت، مہر معرفت، مزین
صفوت، سید زہاد، قائد ابرار، مستغرق در بحر اسرار، پیشوائے مشائخ کبار، بدیع
عصر، رفیع قدر، فرید دہر، مظہر انوار نبوی، پرتو اخلاق نبوی، حامل صفات نبوی

قطب الاقطاب

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب قدس سرہ

کی روح پرفتوح کے نام کہ

اس کتاب کی اشاعت انہی کی محبت، تربیت، محبت، شفقت

اور توجہات عالیہ کا ثمر دلنواز ہے۔

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست

۱	لفظ تقدیم	۱۳
۲	بو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ (نظم)	۱۸
۳	حرف رضوان	۱۹
۴	ابتدائیہ	۲۲
۵	نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری	۲۵
۶	ولادتِ خانہ کعبہ	۲۶
۷	نبی اکرم ﷺ کی کفالت	۲۹
۸	حضرت علیؓ کی اسلام لانے میں سبقت	۲۷
۹	جناب ابو طالب کی تعزیت	۳۰
۱۰	حضرت علیؓ کی خلافت و نیابت کی پیشین گوئی	۳۱
۱۱	حضرت علیؓ کی نبی اکرم ﷺ کے مبارک کندھے پر سواری	۳۲
۱۲	شبِ ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر شب بسری	۳۳
۱۳	مواخات میں آپ ﷺ کے ساتھ اخوت کا قیام	۳۵
۱۴	جنگِ بدر میں حضرت علیؓ کے شجاعانہ کارنامے	۳۶
۱۵	خاتونِ جنت سے شادی	۳۹
۱۶	غزوہ احد میں بہادری	۴۱
۱۷	غزوۂ خندق میں	۴۵

۱۸	غزوۂ بنو قریظہ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات	۴۷
۱۹	غزوہ صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات	۴۸
۲۰	غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری	۴۹
۲۱	غزوۂ عمرۃ القضاء میں	۵۲
۲۲	نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ / حضرت علیؓ کا اعزاز	۵۳
۲۳	فتح مکہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خدمات	۵۴
۲۴	بنو خزیمہ کی طرف حضرت علیؓ کی روانگی	۵۵
۲۵	غزوۂ حنین میں حضرت علیؓ کی ثابت قدمی	۵۷
۲۶	غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی قائم مقامی	۵۸
۲۷	۹ ہجری کے حج میں شریک امیر بنایا جانا	۵۵
۲۸	حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لیے تقرری	۶۱
۲۹	حضرت علیؓ کی یمن کے قاضی کے طور تقرری	۶۳
۳۰	حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علیؓ کے اعزازات	۶۴
۳۱	وصال نبوی ﷺ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات	۶۶
۳۲	حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی روایات	۶۷
۳۳	حضرت علیؓ کے فضائل کے متعلق متواتر احادیث	۶۹
۳۴	تو میرے لیے ایسے ہے جیسے حضرت ہارون ؑ کے لیے حضرت موسیٰ ؑ	۶۹
۳۵	اے اللہ علیؓ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر	۶۹
۳۶	اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں	۷۰
۳۷	غزوۂ خیبر کے موقع پر دی گئی خوشخبری	۷۰

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳۸	حضرت علیؓ کے فضائل میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت	۷۲
۳۹	حضرت علیؓ کو بُرا بھلا کہنا	۷۸
۴۰	حضرت علیؓ کے لیے جنت کا محفوظ خزانہ	۷۹
۴۱	حضرت علیؓ عرب کے سردار	۷۹
۴۲	بارگاہِ نبوت سے حضرت علیؓ کے ساتھ خصوصی معاملہ	۷۹
۴۳	حضرت علیؓ کا مسجد میں کھلنے والا دروازہ	۸۰
۴۴	حضرت علیؓ علم کا دروازہ	۸۰
۴۵	حضرت علیؓ کی پیروی	۸۱
۴۶	منافقوں کی پہچان	۸۱
۴۷	حضرت علیؓ دل کے تو نگر تھے	۸۱
۴۸	بارگاہِ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام	۸۲
۴۹	حضرت علیؓ اللہ کے محبوب ہیں	۸۳
۵۰	حضرت علیؓ سے محبت رکھنے والوں کے لیے بشارت	۸۳
۵۱	جنت تین افراد کی مشتاق ہے	۸۴
۵۲	حضرت علیؓ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوں گے	۸۵
۵۳	حضرت علیؓ کو سکھائی جانے والی خصوصی دعا	۸۶
۵۴	آنحضور ﷺ کے دنیا میں سب سے آخری ملاقاتی	۸۶
۵۵	جنت میں حضرت علیؓ کا باغیچہ	۸۷
۵۶	حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے	۸۷
۵۷	خانوادۂ نبوی سے لڑائی اور صلح کی حقیقت	۸۸

۵۸	حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے نبی اکرم ﷺ کی محبت	۸۸
۵۹	حضرت علیؓ کو گرمی اور سردی کا احساس نہ ہونے کی وجہ	۸۹
۶۰	حضرت علیؓ کا خاص اعزاز	۹۰
۶۱	حضرت علیؓ سے محبت	۹۱
۶۲	دربارِ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام	۹۱
۶۳	حضرت علیؓ کی صحت کے لیے زبانِ نبوت سے نکلنے والی دعا	۹۲
۶۴	سرگوشی کرنے کے لیے صدقہ کے حکم کی منسوخی میں حضرت علیؓ کا کردار	۹۳
۶۵	خانوادۂ نبوی ﷺ سے محبت کرنے والے کا مقام	۹۴
۶۶	حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسنؓ کا خطبہ	۹۳
۶۷	انصار کے ہاں منافقوں کی پہچان	۹۶
۶۸	حضرت علیؓ سے نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی	۹۷
۶۹	حضرت علیؓ کے لیے خاص اعزاز	۹۷
۷۰	حضرت علیؓ سے محبت و دشمنی	۹۸
۷۱	حضرت علیؓ کی زندگی کے لیے دعا	۹۹
۷۲	حضرت شاہ ولی اللہ کا حضرت علیؓ کے اوصاف پر تبصرہ	۹۸
۷۳	شجاعت و حمیت وغیرہ	۹۸
۷۴	وفاداری	۹۹
۷۵	دخیل و بناد شمنوں کو	۹۹
۷۶	کھردرا پن اور شمشیر برہنہ ہونا	۱۰۰
۷۷	اپنے مشن کی تکمیل کرنا	۱۰۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

۷۸	زہد اختیار کرنا اور شہوات نفس کو حقیر جاننا	۱۰۳
۷۹	حضرت علیؓ کی پرہیزگاری اور بیت المال کے بارے میں ان کی احتیاط پسندی	۱۰۵
۸۰	تنگی پر صبر کرنا	۱۰۸
۸۱	نبی اکرم ﷺ سے سنے ہوئے علوم کو یاد رکھنا	۱۱۲
۸۲	ذہن کی تیزی اور فیصلوں کی برجستگی	۱۱۵
۸۳	حفظ قرآن کے لیے خصوصی عمل اور دعائی تلقین	۱۲۴
۸۴	آفتاب کا دوبارہ لوٹ آنا	۱۲۷
۸۵	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا علم اور ان کے پر حکمت ملفوظات	۱۳۲
۸۶	حضرت علیؓ کے وہ کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں	۱۳۵
۸۷	حضرت علیؓ کی کرامات	۱۴۲
۸۸	حضرت حسینؓ کی شہادت گاہ کی پیش گوئی	۱۴۲
۸۹	دیوار نہیں گری	۱۴۳
۹۰	ایک اُدنٹ کی حضرت علیؓ کے زور و عاجزی	۱۴۳
۹۱	حضرت علیؓ کی بددعا کا نتیجہ	۱۴۴
۹۲	اَن دیکھے ہاتھوں کے ذریعے آٹا کی پسوائی	۱۴۴
۹۳	حضرت علیؓ کی اپنی قتل کے بارے میں پیشین گوئی	۱۴۵
۹۴	ابن ملجم اور حضرت علیؓ	۱۴۶
۹۵	علوم دین کے احیاء میں ان کا حصہ	۱۴۶
۹۶	جمع و ترتیب قرآن	۱۴۶

۹۷	نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارکہ کا بیان	۱۴۸
۹۸	نماز صلوٰۃ الحاجات (خصوصی دعا والی نماز)	۱۵۰
۹۹	دن اور رات کے نوافل	۱۵۲
۱۰۰	حضرت علیؓ کے فتاویٰ	۱۵۳
۱۰۱	حضرت علیؓ کے توحید و صفات الٰہیہ کے بارے میں مباحث	۱۵۳
۱۰۲	حضرت علیؓ اور تصوف و احسان	۱۵۴
۱۰۳	حضرت علیؓ بطور مشیر خلفائے سابقین	۱۵۴
۱۰۴	حضرت علیؓ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایات / پیشین گوئیاں	۱۵۵
۱۰۵	خلافت راشدہ کی ترتیب وار پیشین گوئی	۱۵۵
۱۰۶	حضرت علیؓ کی خلافت اور شہادت ہو گی	۱۵۶
۱۰۷	خلفائے راشدین کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ	۱۵۶
۱۰۸	حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر	۱۵۷
۱۰۹	حضرت علیؓ کے لیے فتنے کے بارے اور دنیا میں مشکلات کی خبر	۱۵۷
۱۱۰	خلافت کے اُمیدواروں میں اختلاف کی خبر	۱۵۸
۱۱۱	خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے کی خبر	۱۵۹
۱۱۲	متعدد حوادث کی خبر	۱۵۹
۱۱۳	جنگ جمل کی خبر	۱۶۰
۱۱۴	سات فتنوں کی خبر	۱۶۰
۱۱۵	واقعہ صفین کی پیشین گوئی	۱۶۱

toobaa-elibrary.blogspot.com

۱۱۶	حکمین کے تقرر کی اطلاع	۱۶۱
۱۱۷	خوارج کے خروج اور ان سے شدید جنگ کی خبر	۱۶۲
۱۱۸	ایک خارجی کے ذریعے حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر	۱۶۸
۱۱۹	حضرت حسنؓ اور امیر معاویہ کے مابین مصالحت کی پیشین گوئی	۱۷۰
۱۲۰	امیر معاویہ کی امارت کی خبر	۱۷۰
۱۲۱	قریشی نوجوانوں کی امارت کی خبر	۱۷۳
۱۲۲	بنو مروان کے اقتدار کی اطلاع	۱۷۳
۱۲۳	بنو امیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر	۱۷۵
۱۲۴	دو فرقوں کے وجود کی خبر	۱۷۵
۱۲۵	حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت	۱۷۶
۱۲۶	جنگِ جمل شریک لوگوں کے بارے میں حضرت علیؓ کا موقف	۱۷۹
۱۲۷	امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ	۱۸۳
۱۲۸	حضرت علیؓ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم	۱۸۴
۱۲۹	حضرت علیؓ کی امداد کا وجوب	۱۹۱
۱۳۰	تبصرہ	۱۹۶

لفظ تقدیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم سیدنا و مولانا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

ساری دنیا اس حقیقت سے باخبر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے دنیا میں امن و آشتی، رشد و ہدایت، بقائے باہمی، بین الملکی تعلقات، عالمگیریت اور آفاقیت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اور زندگی کا ایک نیا اور وسیع تصور سامنے آیا۔

آنحضور ﷺ کے ذریعے ہونے والے اس عظیم اور جلیل القدر انعام اور احسان کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ اپنے اس محسن اعظم کا تذکرہ محبت و عقیدت اور "ادب و احترام" سے کرے اور ان پر ادب و محبت کے ساتھ درود و سلام پیش کرتی رہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(الاحزاب/۵۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود اور سلام بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو۔"

اسی طرح قرآن کریم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان عظیم کے بدلے کے طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ پر غیر مشروط ایمان لایا جائے اور آپ کی ہر بات اور آپ کے ہر حکم کو دل و جان سے تسلیم کیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

toobaa-elibrary.blogspot.com

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران/۳۱)

"آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا۔"

اسی طرح ہر مسلمان پر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ آپ ﷺ سے اپنی جان، اپنی اولاد اور اپنے مال سے بھی زیادہ محبت رکھے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (التوبہ/۲۴)

"کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، بھائی، بیویاں، تمہارے خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جو تمہیں پسند ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہیں، تو انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) بھیج دے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اسی طرح ارشاد نبوی ہے:

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین (البخاری)

"تم میں کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اُسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاتا۔"

اسی طرح ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان کا ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ کے خاندان سے بھی حد سے زیادہ محبت رکھی جائے اور ان کی عزت و توقیر کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى (الشوریٰ/۲۳)

"کہہ دیجیے کہ میں اس کا تم سے صلہ نہیں مانگتا، مگر قرابت داری کی محبت (تو چاہیے)۔"

حضرت عبداللہ بن عباس اور دوسرے متعدد صحابہ و تابعین سے مروی ہے کہ اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے محبت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

انہی احکام اور انہی وجوہ کی بنا پر ہمیشہ سے "خانوادۂ نبوی" سے محبت اور ان کا ادب و احترام اکابر امت کا معمول رہا اور تمام صحابہ کرام، تابعین، تابع تابعین اور علمائے امت نے ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے محبت کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کی۔ اسی بنا پر اس موضوع پر امت کے اکابر کی طرف سے مسلسل کتابوں کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ جس میں علامہ العصر شاہ ولی اللہ بھی شامل ہیں۔

toobaa-elibray.blogspot.com

۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازالۃ الخفا اور اس کی اہمیت:

یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ ولی اللہ (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ / ۱۷۰۳ء - ۱۷۶۲ء) کو آخری دور کی امامت اور قیادت کرنے کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ اسی لیے انہوں نے نہ صرف اپنے زمانے کے مسائل پر لکھا، بلکہ اپنے بعد اٹھنے والے فتنوں اور مسائل کے بارے میں بھی امت کی رہنمائی فرمائی۔ اس حوالے سے ان کی کتاب "ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء" بڑی اہم کتاب ہے اور تمام اکابر امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس جیسی کتاب اس موضوع پر نہ لکھی گئی اور نہ ہی شاید آئندہ لکھی جائے گی۔

شاہ صاحب نے اپنی اس کتاب کے ذریعے "خلافت راشدہ" کے متعلق اٹھنے والے شکوک و شبہات کا مدلل جواب لکھا ہے اور معترضین کے منہ بند کر دیے ہیں۔

شاہ صاحب محترم نے ازالۃ الخفا کا آخری حصہ (اردو ترجمہ میں جلد چہارم) خلفاے راشدین کے متعلق روایات اور آثار جمع کرنے کے لیے مختص فرمایا ہے دور حاضر کی ضرورت کے مطابق ہم نے اس میں سے آخری حصہ جو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے فضائل و مناقب، ان کے کارناموں، ان کی خدمات جلیلہ اور ان کے اقوال، ان کی کرامات اور ان کی خلافت پر وارد ہونے والے اعتراضات و اشکالات کے جوابات وغیرہ پر مشتمل ہے، الگ کر کے چھاپنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شاہ صاحب کی کتاب فارسی زبان میں ہے اس کا اردو ترجمہ جو بازار میں دستیاب ہے، ضروری ترامیم اور تصحیحات کے ساتھ اس میں شامل کیا گیا ہے۔

اس حصے کے مطالعے سے جہاں ایک طرف فاضل مصنف کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے وہیں حضرت علیؓ اور ان کے خاندان کے فضائل و مناقب کا بھی علم ہوتا ہے۔

یہ بابرکت سلسلہ سید اور حسین المعروف بہ نفیس رقم قدس سرہ نے شروع کیا تھا اس کے اس بابرکت سلسلے کو جاری رکھنے کا مقصد عصر حاضر میں ائمہ اہل بیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ اور اس بارے میں حقائق کو واضح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کے درجات کو بلند فرمائے اور ہماری طرف سے اس کاوش کو قبول کرے۔

اس سلسلے میں برادر عزیز میاں رضوان نفیس اور ان کے رفقا نے جو محنت کی، اس پر وہ بے حد شکریے کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس پر جزاے خیر عطا فرمائے۔

آمین مخلص

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف)

دارالعرفان ۔ رحمان پارک

گلشن راوی، لاہور

بُوبکر و عُمر، عُثمان و علی رضی اللہ عنہم

اصحابِ محمدؐ حق کے ولی — بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
یارانِ نبیؐ میں سب سے جلی — بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
وہ شمعِ حرم کے پروانے — وہ ختمِ رُسل کے دیوانے
بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ — بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علی
اسلام نے جن کو عزت دی — اسلام کو قوت جن سے ملی
ایماں کی روایت جن سے چلی — بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
ترتیبِ خلافت بھی ہے یہی — ترتیبِ فضیلت بھی ہے یہی
لگتی ہے یہی ترتیب بھلی — بُوبکر و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
ان چاروں کی خوشبو پھیلے گی — یہ خوشبو ہر سُو پھیلے گی
گونجے گا یہ نغمہ گلی گلی — "بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ
یہ لوح و قلم کی زینت ہے — یہ کتبہ حرم کی زینت ہے
لکھ شاہ نفیس بخطِ جلی — "بُوبکرؓ و عُمرؓ، عُثمانؓ و علیؓ

○

ناچیز: نفیس الحسینی ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

حرفِ رضوان

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

قطب الاقطاب حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں صحابہ و اہل بیت کی محبت و مودت کے پیشوا اور امام تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ پاک نے مجھے اس کام میں لگایا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا یہ درد تھا کہ لوگ صحابہ و اہل بیت کی محبت کو متوازن اور یکساں رکھ کر اپنی زندگی کو کامیابی کی راہ پر ڈال لیں کیونکہ جو صحابہ کا گستاخ ہے وہ بھی جادۂ حق سے ہٹا ہوا ہے اور جو اہل بیت کا گستاخ ہے وہ بھی حق سے ہٹا ہوا ہے اور اہل بیت کو تو دوہرا شرف حاصل ہے کہ وہ صحابہ بھی ہیں اور اہل بیت بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔

"میرے دو ہاتھ ہیں ایک میں صحابہ کرام کا دامن اور دوسرے میں اہل بیت کا اور میں خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں"

اللہ پاک ہمارے بزرگوں کے طریقہ پر ہمیں زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے (آمین)

رافضیوں کی ضد میں آکر کیونکہ وہ افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں ہم نے اہل بیت کو ان کے سپرد کر دیا ہے اور ان سے تقریباً تعلق کر لی ہے بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں سے ان کی عظمت و شان کو گھٹانے کی ناکام کوششوں میں لگ کر اپنے

سمیت اپنے معتقدین کو خدا اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کی راہ پر ڈال دیا اللہ پاک ہم سب کو افراط و تفریط کے اس وبال سے محفوظ رکھے (آمین)۔

ہمارے یہاں حضرات اہل بیت کرام خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے معاملہ میں کام کی بڑی کمی ہے اس کی مناسبت سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "المرتضیٰ" سے ایک اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

"وہ مظلوم شخصیت جن کے حقوق نہ صرف یہ کہ ادا نہیں ہوئے بلکہ ان کے حق میں شدید بے انصافی روا رکھی گئی حضرت سیدنا علی بن ابی طالبؓ کی بلند و محبوب شخصیت بھی ان میں سے ایک ہے۔ مخصوص حالات خاص قسم کے عقائد اور چند نفسیاتی اسباب کی بنا پر ان کی سیرت پر بہت گہرے اور دبیز پردے پڑ گئے ہیں ارباب بحث و تحقیق تو الگ رہے خود وہ لوگ جو ان کی عظمت کے گن گاتے ہیں اور ان کے نام پر اپنے عقائد کی عمارت تعمیر کیے ہوئے ہیں انھوں نے بھی اکثر اوقات ان کی سیرت کا مطالعہ معروضی و تحقیقی انداز میں نہیں کیا اور پورے ماحول اور ان کے عہد کے تقاضوں اور دشواریوں کو سامنے رکھ کر امانت و غیر جانب داری کے ساتھ پیش نہیں کیا وہ معاشرہ جس میں وہ پیدا ہوئے اور پروان چڑھے اس کا تجزیہ نہیں کیا گیا ضرورت تھی کہ دیکھا جاتا کہ وہ کیا اصول تھے جن کے وہ سختی سے پابند رہے وہ کیا اقدار تھے جن کو وہ تا زندگی حرز جان بنائے رہے جو مشکلات سامنے آئیں ان کا کس اصول پسندی اور دینی و اخلاقی معیار بلند سے مقابلہ کیا اور ان سے عہدہ

برآ ہوئے انتظامی و سیاسی امور میں ان کا بنیادی فکر کیا تھا جس میں کوئی لچک یا سمجھوتہ قبول کرنے کے لئے وہ تیار نہیں تھے یہ وہ پہلو ہیں جن کو پیش نظر رکھے اور ان کا تجزیہ کئے بغیر ان کی سیرت کا مطالعہ ناقص اور غلط فہمیوں اور کوتاہ اندیشیوں بلکہ ناانصافی کا موجب ہوگا۔" (المرتضیٰ)

اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ حضرت شاہ صاحب کے بہت ہی محبوب اور ہمدم دیرینہ جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف مدظلہ نے اپنی گوناں گوں علمی مصروفیات کے باوجود کمال شفقت فرمائی اور تسہیل، حواشی، پیراگراف اور عنوانات سے اس کتاب کو مزین فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

کتاب کی کمپوزنگ طیب خواجہ صاحب نے کی، ہماری سرپرستی اور مشاورت حضرت مولانا عبدالحفیظ دامت برکاتہم، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد عابد، محمد عرفان شجاع، [illegible] علی رضا جعفری، سید مہر حسین بخاری، محسن خواجہ، چوہدری منصور صادق، میاں سعید میاں نعیم صاحبان نے فرمائی اللہ پاک تمام اصحاب کو اپنے شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے اور روز محشر ہمیں صحابہ کرام اہل بیت عظام اور بزرگوں کے ساتھ محشور اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے سرفراز فرمائے۔

آمین یارب العالمین

خاکپائے شاہ نفیس الحسینی قدس سرہ

احقر رضوان نفیس

ابتدائیہ

کتاب کے شروع کرنے سے پہلے ہم ابتدائیہ کے طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی کتاب "امر تقی" سے کچھ اقتباس پیش قارئین کرتے ہیں۔ اس مضمون کو اگر تعصب کا چشمہ اتار کر صدق نیت سے پڑھا جائے تو امید ہے کہ اللہ پاک اس کی برکت سے قارئی کا سینہ رافضیت، ناصبیت اور خارجیت وغیرہ کے فتنوں سے پاک کر کے "سینہ بے کینہ" بنا دے گا جو اصل مقصود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد شاید ہی کسی عظیم تاریخی شخصیت کی ایسی تصویر کھینچی گئی ہو گی جو احساسات، جذبات، رجحانات و تصورات اور ان کے نظریاتی وجدان کی عکاس ہو جیسی کہ ضرار بن ضمرہ (حضرت علیؓ کے ایک رفیق) نے حضرت علیؓ کے متعلق اپنے مشاہدات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ کی فرمائش پر اور ان کی مجلس میں اور ان کے سامنے انھوں نے جو کہا اس میں جہاں محبت و احترام کی جھلک ہے وہیں شہادت کی وہ صداقت بھی نمایاں ہے جو صرف اللہ ہی کے لیے ممدوح کی غیر موجودگی میں دی جاتی ہے وقت و ماحول کی نزاکت اور مکمل احساس ذمہ داری اور جرأت کے ساتھ بیان کیے ہوئے یہ جملے ایک بہترین ابدی مرقع بن گئے ہیں۔

"ابو صالح سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ضرار بن ضمرہ سے کہا کہ بتاؤ علی (رضی اللہ عنہ) کیسے تھے ضرار نے کہا اگر آپ مجھے معاف رکھیں تو بہتر ہو گا انھوں نے کہا بیان کرو۔ کہنے

لگے، کیا آپ مجھے اس خدمت سے معاف نہیں کریں گے؟ کہا نہیں تمہیں، کہنا ہو گا، اس پر وہ بولے اچھا تو سنیے!

"ان کی نظر انتہائی دور رس تھی ان کے قویٰ انتہائی مضبوط تھے بات دوٹوک اور صاف صاف کہتے اور فیصلے پورے عدل و انصاف کے ساتھ کرتے، ان کی شخصیت سے علم کے چشمے ابلتے تھے دنیا اور دنیا کی دل آویزیوں سے متوحش رہتے رات اور اس کی تاریکی سے دل لگاتے تھے خدا گواہ ہے کہ (راتوں کو عبادت میں) ان کے آنسو تھمتے نہ تھے دیر دیر تک فکر مند اور سوچتے رہتے اپنے کف دست کو الٹتے پلٹتے اور اپنے آپ سے باتیں کرتے موٹا جھوٹا پہنتے، روکھا سوکھا کھاتے بخدا بالکل اپنے ہی ساتھیوں اور بے تکلف لوگوں کی طرح رہتے جب پوچھا جاتا تو جواب دیتے جب ان کے پاس جاتے تو خود بڑھ کر بات شروع کر دیتے جب بلاتے تو حسب وعدہ آ جاتے لیکن ہم لوگوں کو (باوجود اس قربت و رفاقت اور ان کی سادگی کے ان کا رعب ایسا تھا کہ) ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوتی اور نہ کوئی گفتگو چھیڑتے، اگر وہ مسکراتے تو ان کے دندان ایسے نظر آتے جیسے سفید موتیوں کی لڑی ہو دیندار وں کی توقیر کرتے مسکینوں سے محبت کرتے کسی طاقتور انسان کی یہ جرأت نہ تھی کہ ان سے باطل کی تائید میں توقع رکھتا اور نہ کوئی ضعیف ان کے عدل و انصاف سے مایوس نہ ہوتا۔

میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی راتوں کے چند مناظر دیکھے ہیں کہ رات نے اپنی سیاہ چادر پھیلا دی ہے تارے ڈوبنے لگے ہیں اور علیؓ

محراب مسجد میں اپنی ڈاڑھی ہاتھ سے پکڑے درد بھرے شخص کی طرح رو رہے ہیں اور اس طرح تڑپ رہے ہیں، جیسے کوئی ایسا شخص تڑپے جس کو کسی زہریلے سانپ بچھو نے ڈس لیا ہو، مجھے ایسا لگتا ہے کہ ان کی آواز اب بھی سنائی دے رہی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں:

"اے دنیا! کیا تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ کر رہی ہے؟ یا مجھ سے کوئی امید رکھتی ہے؟ مجھ سے کچھ امید نہ رکھ! میرے علاوہ کسی اور کو فریب دے! میں تو تجھے طلاقیں دے چکا ہوں، جس کے بعد تیری طرف رجوع کی گنجائش نہیں تیری عمر کوتاہ، تیری دی ہوئی کامرانی حقیر تیرے خطرات بھیانک اور بڑے، آہ! راہ کتنا کم ہے سفر کتنا طویل ہے، اور راستہ کس درجہ سنسان ہے"

راوی کہتے ہے کہ یہ سن کر حضرت معاویہؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اس کے قطرے ان کی داڑھی پر گرنے لگے، اپنی آستین سے وہ آنسو پونچھتے اور رونے سے آواز حلق میں گھٹنے لگی، پھر حضرت معاویہؓ نے کہا: اللہ ابو الحسن پر رحم فرمائے، واقعی ان کا یہی حال تھا، ضرار! تم اپنا حال کہو، ان کی جدائی سے کیا محسوس کرتے ہو؟ کہا مجھے ایسا غم ہے جیسا اس عورت کو ہوگا جس کا بچہ اس کی گود میں ذبح کر دیا گیا ہو، اور نہ اس کے آنسو تھمتے ہوں، نہ غم ہلکا ہوتا ہو۔

امیر المومنین، بہادروں کے امام

اللہ تعالیٰ کے شیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حضرت علیؓ امام الاشجعین اسد اللہ الغالب کے فضائل و مناقب بکثرت ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

ا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری:

ان میں ایک یہ ہے کہ آپؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قریبی رشتہ داری رکھتے اور شرافت سب میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپؓ ابو طالب بن عبد المطلب کے بیٹے تھے اور آپ کی والدہ اسد بن ہاشم کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ ابو عمر نے کہا کہ یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی وہ پہلی جماعت ہیں جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں [اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے والدین دونوں ہاشمی تھے ہاشم نبی کریم ﷺ کے جد امجد کا نام مبارک ہے جو جناب عبد المطلب کے والد اور بڑی معروف شخصیت کے مالک تھے، مشہور روایت کی رو سے قریش مکہ کے لیے انہوں نے ہی موسم گرما اور موسم سرما کے دو سفروں کی اجازت حاصل کی تھی] اور ان کے بعد حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد امام محمد باقر اور عبد اللہ محض اور ان کے بھائی بھی ماں باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی تھے۔ اور جناب رسالت مآب ﷺ فاطمہ بنت اسد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میری حقیقی ماں کے بعد جس نے مجھے جنم دیا، وہ میری ماں تھیں۔ ابو طالب کاروبار کرتے تھے اور ان کے یہاں کھانا دعوت کے طور پر ہوتا تھا، وہ ہم سب کو اپنے

ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ اُس میں سے کچھ بچالیا کرتی تھیں تاکہ اس میں سے میں دوبارہ کچھ کھا سکوں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے

۲۔ ولادتِ خانۂ کعبہ:

حضرت علیؓ کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خانۂ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے ہیں۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے حالات زندگی میں جو یہ لکھا ہے کہ ان (حکیم) کے بارے میں مصعب کا یہ قول کہ کعبہ میں ان (حکیم) سے پہلے کوئی اور پیدا ہوا اور نہ ان کے بعد ہوا جو کہ اس پر نص (صراحت) ہے۔ اسے مصعب کا وہم کہا گیا ہے جو حرف الخیر (ولا بعدہ) میں ہے۔ بلاشبہ متواتر روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے امیر المومنین حضرت علیؓ کو جوفِ کعبہ میں جنم دیا۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ کی کفالت:

اللہ عزوجل وعلا کی عنایت کم سنی ہی کے دور میں حضرت علیؓ کے شامل حال ہوگئی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کی کفالت کو اپنے ذمہ لے لیا اور اسی بنا پر حضرت علیؓ کا اسلام لانا اور نبی اقدس ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنا زمانۂ بلوغ سے پہلے ممکن ہوا۔

۴۔ حضرت علیؓ کی اسلام لانے میں سبقت:

صحابہ اور تابعین کا قول کہ بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں۔ اس بارے میں ایک فصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گذر چکی ہے۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن ابی نجیح نے روایت کی ہے انہوں نے مجاہد بن جبیر ابی الحاج سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے اُن کے حصہ میں رکھی تھی اور اس ذریعہ سے اُن کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تھا کہ قریش مکہ پر ایک شدید خشک سالی کا زمانہ آیا اور ابوطالب زیادہ اولاد رکھتے تھے۔ اس پر رسول اللہ علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے کہا اور وہ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ دولت اور وسعت رکھتے تھے کہ اے عباس آپ کے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں پر جو یہ خشک سالی کی آزمائش آپڑی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، لہٰذا آیئے ہم ان کے پاس چلیں اور ان سے کنبہ کا کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ ان کے گھر سے ایک آدمی کو میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں اور ہم ان کی طرف سے ان دو کا خرچ خود برداشت کریں اس پر حضرت عباسؓ نے کہا بہت اچھا۔ چنانچہ آپ دونوں ابوطالب سے جا کر ملے اور ان سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اوپر سے آپ کے کنبہ کے خرچ کا بوجھ ہلکا کریں تا آنکہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس تنگی کو دور کردے جس میں کہ وہ مبتلا ہیں۔ تو ان دونوں سے ابوطالب نے کہا کہ بہتر، مگر تم میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو۔

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ تم عقیل اور طالب کو چھوڑ دو اور اسکے بعد جو چاہو کرو
[illegible] رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو لے لیا اور ان کو اپنے سینہ سے لگالیا
اور حضرت عباسؓ نے حضرت جعفرؓ کو لیکر اپنے سینے سے لگالیا۔ پھر حضرت علی
رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی
بناکر مبعوث کیا تو حضرت علیؓ نے آپ ﷺ کا اتباع کیا اور آپ پر ایمان
لائے اور آپ کی تصدیق کی اور حضرت جعفرؓ حضرت عباسؓ کے پاس رہتے تھے
تا آنکہ ایمان لائے اور حضرت عباسؓ سے مستغنی ہوگئے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم نے بیان کیا کہ جب نماز کا وقت
آتا تھا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی گھاٹیوں میں سے کسی کی طرف نکل جاتے اور ان
کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب بھی اپنے باپ ابوطالب سے اور اپنے تمام چچاؤں
سے اور پوری قوم سے چھپ کر نکلتے تھے اور وہاں دونوں نماز پڑھتے تھے۔ پھر جب
شام ہو جاتی تو دونوں واپس آجاتے تھے، تو یہ دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ آپ اس
حال پر رہیں یوں ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ ابوطالب نے دونوں کو نماز
پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ کونسا دین ہے جس
پر تم عمل کر رہے ہو؟ تو آپ ﷺ نے کہا اے چچا یہ اللہ کا، اس کے فرشتوں
کا اور اس کے رسولوں اور ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم کا دین ہے "یا جیسا کہ آپ
ﷺ نے فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ
رسول بنا کر اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ سے چچا ہر اس شخص سے جس

کا میں بھلا چاہتا ہوں خیر اور اس کو ہدایت کی طرف بلاتا ہوں اس (بھلائی) کے زیادہ
حق دار ہیں، اور جس نے بھی میری دعوت کو قبول کیا اور میری اعانت کی آپ پر اس
کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ اس پر ابوطالب نے کہا کہ اے بھتیجے میں اس بات کی
طاقت نہیں رکھتا کہ باپ دادا کے دین کو اور جس طریقہ پر وہ تھے اس کو چھوڑ دوں
لیکن خدا کی قسم میں کسی چیز کو جس سے تجھے تکلیف محسوس ہوتی ہو تجھ تک نہیں آنے
دوں گا جب تک زندہ ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ ابوطالب نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میرے بیٹے
تو کس دین پر ہے انہوں نے کہا کہ ابا جان میں تو اللہ کے رسول ﷺ پر اور جو کچھ
آپ لے کر آئے اس پر ایمان لا چکا ہوں اور میں آپ کی تصدیق کر چکا ہوں اور میں
نے آپ کے ساتھ مل کر اللہ کے لیے نماز پڑھی اور ان کا اتباع کیا ہے، لوگوں نے
گمان کیا ہے کہ ابوطالب سے یہ کہا کہ خبردار محمد ﷺ نے تجھے خیر خواہی کی دعوت
دی ہے بہذا تو آپ کے [illegible] ہو جا رہو۔

اور محمد اس حصین سے جسے [illegible] سے روایت کی، کہا کہ میں نے حضرت
علیؓ کو دیکھا کہ وہ ایک دن منبر پر ہنس رہے تھے [illegible] کبھی اس طرح ہنستے
ہوئے نہیں دیکھا تھا، یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا کہ مجھے اپنے
بابا ابوطالب کا یہ قول یاد آگیا۔ کہ جب انہوں ہمیں دیکھا اور میں رسول اللہ ﷺ
کے ساتھ تھا اور ہم بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، تو وہ کہنے لگے بھتیجے تم دونوں کیا
کر رہے ہو؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی طرف دعوت

دی۔ تو انہوں نے کہا کہ "جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم میری سرین کبھی اوپر نہیں اٹھے گی۔ وہ اپنے والد کی بات یاد کر کے تعجب کی وجہ سے ہنسنے لگے۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا یا اللہ میں اعتراف کر رہا ہوں (فخر نہیں) کہ آپ کی امت میں سے کسی بندے نے، سوائے آپ کے نبی کے، مجھ سے پہلے آپ کی عبادت نہیں کی۔ یہ بات انہوں تین مرتبہ کہی۔ کہ بیشک میں نے لوگوں کے نماز پڑھنے سے سات دن پہلے نماز پڑھی ہے۔

۵۔ جناب ابوطالب کی تعزیت:

حضرت علیؓ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ جب ابوطالب نے وفات پائی تو آنحضرت ﷺ نے تعزیت میں اور حضرت مرتضیٰؓ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب میرے بابا ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو میں نے نبی ﷺ کے پاس آکر کہا کہ آپ کے چچا کا انتقال ہو گیا ہے فرمایا کہ جاؤ ان کو دفن کر دو۔ پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے بہت دعائیں کیں جن سے مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ اتنی خوشی سرخ اور سیاہ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی۔ (حضرت علیؓ جب میت کو غسل دیتے تھے تو نہایا کرتے تھے)۔

۶۔ حضرت علیؓ کی خلافت و نیابت کی پیشینگوئی:

حضرت علیؓ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے آنحضرت ﷺ اُن کے ساتھ "منتظر خلافت" کی مانند معاملہ کیا کرتے تھا [منتظر خلافت جو شخص خلافت و نیابت کا انتظار کر رہا ہو۔ یہ جملہ شاہ صاحب کی اپنی اصطلاح ہے اور انہوں نے بنو ہاشم کی دعوت کے قصے کو اس بات پر منطبق کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کے لیے خلافت کی امید رکھتے تھے] جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ چنانچہ امام نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ اپنے چچا کے بغیر اپنے چچا زاد کے کیسے وارث ہو گئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے اولاد عبدالمطلب کو جمع کیا یا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی اور ان کے لئے ایک مد (یعنی تقریباً ایک سیر) کھانا تیار کر دیا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا جتنا تھا بچ رہا، گویا کہ اس کو چھیڑا ہی نہیں گیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک پیالہ شربت منگایا تو سب نے اس میں سے سیر ہو کر پیا اور اس میں پورا بچ رہا، گویا کہ اس کو چھوا ہی نہیں گیا اور اس میں سے نہیں پیا گیا۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اولاد عبدالمطلب میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے اس امت میں سے جو کچھ تم دیکھ سکتے تھے وہ دیکھ لیا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی، ساتھی اور وارث بنے؟ تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا

۔ اس موقع پر میں ان کی طرف بڑھا اور میں لوگوں میں سب سے چھوٹا تھا آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر آپ ﷺ نے وہی بات تین مرتبہ کہی اور میں ہر مرتبہ اٹھتا رہا اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ بیٹھ جا۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ [اس طرح یہ ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت علیؓ کو اپنی جانشینی کا مژدہ سنایا۔ حضرت علیؓ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچازاد کا وارث ہوا ہوں چچا کے بغیر۔

۷۔ حضرت علیؓ کی نبی کرم ﷺ کے مبارک کندھے پر سواری:

امام نسائی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ میرے کندھے پر چڑھ گئے "اور آپ کو اٹھائے ہوئے علیؓ کھڑے ہوئے" (یہ جملہ راوی کی طرف سے ہے) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے میری کمزوری کو دیکھا تو کہا کہ بیٹھ جا تو میں بیٹھ گیا نبی اللہ ﷺ میرے کندھے سے اترے اور میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جا اور آپ مجھے لیکر کھڑے ہو گئے تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے کنارے پر پہنچ جاؤں (یہ اس روحانی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس وقت حضرت علیؓ محسوس کر رہے تھے، پیغمبر کے کندھوں پر سواری کوئی معمولی بات نہیں ہے اور نہ ہی معمولی اعزاز) تو حضرت علیؓ کعبہ پر چڑھے اور اس پر ایک پیتل یا تانبے کا بت تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس پر زور لگانا شروع کیا

تاکہ اسے اکھاڑ سکوں دائیں، بائیں اور آگے، پیچھے اور اس کے سامنے سے یہاں تک کہ جب میں نے اس پر قابو پایا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھینک دے تو میں نے اس کو نیچے پھینک دیا پھر اس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہو۔ پھر میں نیچے اتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے چھپتے ہوئے چل دیئے یہاں تک کہ گھروں کی اوٹ میں جا پہنچے اس اندیشہ سے کہ کوئی ہمیں مل نہ جائے۔

۸۔ شب ہجرت میں نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر شب بسری:

ان کے مناقب میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار قریش آنحضرت ﷺ کو ایذا دینے کے لیے اکٹھے ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ سے فرمایا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے بستر پر سو جائیں اور آنحضرت ﷺ کی چادر مبارک اپنے اوپر اوڑھ لیں تاکہ کفار معاملے میں پڑے رہیں اور آنحضرت ﷺ کے جانے پر مطلع نہ ہونے پائیں۔ اور اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت ﷺ سے جا ملے

ابن اسحٰق نے ہجرت کے اور نبی ﷺ کے بارے میں کفار قریش کے باہم مشورہ کے قصہ میں کہا ہے کہ، پھر جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ آج رات آپ ﷺ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ تو جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو مشرکین مکہ جمع ہو کر آپ کو دیکھنے لگے کہ آپ کب سوئیں گے تاکہ وہ آپ ﷺ کے اوپر حملہ کر دیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھا تو علی بن ابی

عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری حضرمی سبز چادر اپنے اوپر اوڑھ لے اور اس میں سو جا۔ اور ان کی جانب سے ہرگز کوئی تکلیف تجھ کو نہیں پہنچے گی۔ رسول اللہ ﷺ جب سویا کرتے تھے تو اس چادر میں سویا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف سے باہر نکلے اور آپ نے ایک مٹی کی مٹھی بھر کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو ان کے سروں پر پھینکتے رہے اس وقت آپ یہ آیات پڑھ رہے تھے یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ سے فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ تک یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات سے فارغ ہو گئے اور ان میں سے کوئی شخص یہاں باقی نہ رہا کہ آپ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو۔ پھر جس طرف جانے کا آپ نے ارادہ کیا تھا آپ چلے گئے۔

اس کے بعد ان کے پاس ایک آنے والا آیا جو ان کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ کا۔ اس نے کہا کہ اللہ نے تمہیں خسارے میں ڈال دیا اللہ کی قسم بلاشبہ محمد ﷺ تمہارے سامنے سے ہو کر چلے گئے ہیں۔ پھر انہوں نے تم میں سے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جانا تھا چلے بھی گئے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمہارے اوپر کیا ہے؟ پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس پر مٹی پائی پھر انہوں نے مکان کے اندر جھانکنا شروع کیا تو وہ علیؓ کو دیکھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی چادر اوڑھے ہوئے بستر پر سو رہے تھے۔ تو کہنے لگے کہ واللہ یقیناً یہ محمد ﷺ سوئے ہوئے ہیں اس پر اس کی چادر ہے۔ چنانچہ

یہ لوگ وہاں سے نہیں ٹلے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور حضرت علیؓ بستر پر سے اٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے جس شخص نے نبی اکرم ﷺ کا چلے جانا بیان کیا تھا اس نے سچ ہی کہا تھا۔ پھر محمد بن اسحٰق نے نبی ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے قصہ میں بیان کیا کہ مکہ میں حضرت علیؓ نے تین رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لوگوں کو ان کی وہ امانتیں ادا کر دیں جو ان کی آپ ﷺ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، پھر جب اس سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور کلثوم بن الھدم کے مہمان ہوئے۔

۹۔ مواخات میں آپ ﷺ کے ساتھ اخوت کا قیام:

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صحابہ کرام کے درمیان مواخات واقع ہوئی (یعنی ہر ایک مہاجر کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بھائی تجویز کیا، موافات کے لفظی معنی بھائی چارے کے ہیں) تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کے درمیان مواخات کرائی تو حضرت علیؓ آئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، اور کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کے درمیان مواخات کرائی اور میرے درمیان کسی سے مواخات قائم نہیں کی تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر مہاجرین و انصار کے مابین بھائی چارہ قائم کیا مگر یہ تو خود کو کسی

انصار کا بھائی قرار دیا ورنہ ہی حضرت علیؓ کو اس میں حکمت یہ تھی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ یہ سارا سلسلہ خود کو اور اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کے لئے کیا ہے۔

۱۰۔ جنگ بدر میں حضرت علیؓ کے شجاعانہ کارنامے:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ سوابق اسلامیہ میں سے جنگ بدر میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حصہ کامل اور وافر تھا، اول یہ کہ جب موضع بدر کے نزدیک پہنچے تو آپ ﷺ نے ایک جماعت کو قریش کے لشکر کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت علی مرتضیٰؓ بھی اس جماعت میں سے تھے۔

محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ جب شام ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب اور زبیرؓ بن عوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی پلانے والے لوگ ان کے ہاتھ لگے جن میں بنو الحجاج کا غلام اسلم اور بنو عاص بن سعد کا غلام عریض ابو یسار تھی تھا، تو یہ حضرات ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔

دوسرا یہ کہ جنگ شروع ہونے کے وقت کفار میں سے تین آدمی مقابلہ کے لئے باہر آئے اور تین آدمی ان کے ساتھ مقابلہ کے لئے بنی ہاشم میں سے نکل آئے ان میں سے ایک حضرت علی مرتضیٰؓ تھے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا اور اسود بن اسد مخزومی مقاتلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک بدخو اور بدخصائل شخص تھا، تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض میں سے ضرور پانی پیوں گا یا اس کو ڈھا

دوں گا یا اس کے پیچھے جان دے دوں گا۔ تو جب وہ نکلا تو اس کی طرف حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بڑھے جب دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو حضرت حمزہؓ نے اس کے ایک ہاتھ مارا تو اس کا پاؤں آدھی پنڈلی پر سے رخنی ہو گیا وہ حوض کے پیچھے تھا تو وہ اپنی پشت پر گر گیا۔ اپنے ساتھیوں کی طرف اپنے رخنی پاؤں کے ساتھ گھسٹنے لگا۔ پھر وہ حوض کی طرف مڑ گیا اور اس میں جا گھسا، چاہتا تھا کہ اپنی قسم پوری کرے۔ اسی وقت حضرت حمزہؓ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی اس کو قتل کر دیا۔

پھر اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صف سے جدا ہو گیا تو اس نے مقابلہ کے لئے للکارا تو اس کی طرف انصار میں سے تین نوجوان نکلے جو حضرت عوفؓ اور معوذؓ حارث کے بیٹے جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبداللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا انہوں نے کہا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم انصاری ہیں، تو انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں پھر ان میں سے ایک للکارنے والے نے للکارا کہ اے محمد ﷺ ہماری طرف ہماری قوم کے ہمسر لوگوں کو بھیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبیدہ بن الحارثؓ اے حمزہؓ اے علیؓ اٹھو۔ جب یہ حضرات اٹھے اور ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو حضرت عبیدہؓ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حضرت حمزہؓ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں اور حضرت علیؓ نے کہا کہ میں علی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم عزت و بزرگی میں ہمارے ہمسر ہو

لوگ ہوں۔ تو حضرت ابو عبیدہؓ جو تینوں میں بڑی عمر کے تھے عتبہ بن ربیعہ کے مقابلے کے لئے نکلے، اور حضرت حمزہؓ نے شیبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا اور حضرت علیؓ نے ولید بن عتبہ کا مقابلہ کیا۔ حضرت حمزہؓ نے تو شیبہ کو مہلت ہی نہ دی اور اس کو قتل کر دیا رہے حضرت علیؓ تو انہوں نے بھی ولید کو مہلت نہ دی اور اسے قتل کر ڈالا۔ البتہ حضرت عبیدہؓ اور عتبہ کے درمیان معاملہ ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے پر ایک ایک ضرب لگائی۔ دونوں نے اپنے مقابل کو گہرے زخم پہنچائے۔ پھر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اپنی ننگی تلواروں کے ساتھ عتبہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کو انہوں نے کے گھاٹ اتار دیا اور اپنے ساتھی حضرت عبیدہؓ کو اٹھا کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا۔

سوم یہ کہ اس جنگ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے ساتھ تھے۔ حاکم نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر میں میرے اور حضرت ابو بکرؓ کے لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی دائیں طرف حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے کی طرف حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں گے اور اسرافیل علیہ السلام بڑی عظمت والا فرشتہ ہے وہ صف میں رہے گا۔ جنگ کے وقت جن لوگوں کو حضرت علیؓ نے قتل کیا اور جنگ کے بعد محمد بن اسحٰق نے ایسے کئی لوگوں کا ذکر کیا ہے بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردد اور اختلاف کے ساتھ۔

ابو بکر نے ابراہیم بن عبید بن رفاعہ بن نافع انصاری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے، کہا کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا تو بعض لوگوں نے ان لوگوں کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں۔ تو سب ٹھہر گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آگے اور ان کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب تھے تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو گم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ ہوا حسن (یعنی علی) نے پیٹ میں کچھ تکلیف محسوس کی تو میں اس کے پیچھے ہو لیا تھا (کہ مبادا کوئی چھپا ہوا دشمن غفلت میں انہیں گزند نہ پہنچا دے)۔

۱۱۔ خاتونِ جنت سے شادی:

ان کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور اس ضمن میں بڑی عزت افزائی اور مراتب عظیمہ سے نوازا۔ ابو نعیم نے عبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کا حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ نکاح کیا جنگ اُحد کے بعد اور حضرت فاطمہؓ کی عمر ان کے نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی اور حضرت علیؓ کی عمر اس وقت اکیس سال اور پانچ ماہ تھی۔

کاتب حروف (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) فرماتے ہیں لکھتا ہے کہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح غزوہ اُحد کے بعد ہوا ہے تردد ہے، اس لیے

کہ پھر حضرت علی مرتضیٰؓ کا حضرت فاطمہؓ سے واقعہ اُحد میں یہ کہنے میں کیا حکمت ہو گی کہ اغسلی علی الدم (مجھ پر سے یہ خون دھو دو) واللہ اعلم۔ اکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ حضرت علی نے حضرت فاطمہؓ سے رمضان ۲ھ میں نکاح کیا اور ذوالحجہ میں رخصتی ہوئی اور غزوہ احد ۳ شوال ۳ ہجری میں ہوا اس لئے محمد بن اسحاق کی یہ روایت کہ نکاح غزوہ احد کے بعد ہوا صحیح نہیں ہے۔ قرین قیاس یہ کہ غزوہ بدر کے بعد نکاح ہوا کیونکہ ۷ رمضان ۲ھ میں غزوہ بدر ہوا ہے اور اسی ماہ کے آخری ایام میں نکاح ہوا (مترجم)۔

امام نسائی نے خصائص حضرت علی رضی اللہ عنہ میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی ہے انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کم عمر ہے لیکن جب حضرت علی سلام اللہ علیہ نے پیغام بھیجا تو آپ ﷺ نے ان سے نکاح کر دیا۔ اور نیز نسائی نے اسماء بنت عمیس (اسماء بنت عمیس اس زمانہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفرؓ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے جو ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے اس کے بعد ان سے حضرت ابوبکرؓ نے نکاح کر لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد ان سے حضرت علیؓ نے نکاح کر لیا) سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی کے وقت موجود تھی۔ جب صبح ہو گئی تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ام ایمن نے دروازہ کھولا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی زبان میں لثغہ تھا (لثغہ کے معنی ہیں کہ ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف بولنا۔ سین کو ثاء و راء کو غین۔ ایسی زبان والے کو الثغ کہتے ہیں) اور عورتوں نے نبی کریم ﷺ کی آواز سن لی تو ایک طرف ہو گئیں۔ (راوی نے) کہا احتبین (چھپ گئیں) اور

میں بھی ایک کونہ میں چھپ گئی۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر حضرت علی سلام اللہ علیہ آئے تو ان کو نبی ﷺ نے دعا دی اور ان کے اوپر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس حضرت فاطمہؓ کو لاؤ تو فاطمہ سلام اللہ علیہا آئیں وہ اپنے اوپر شرم سے ایک رومال ڈالے ہوئے تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور ان کو دعا دی اور ان پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکلنے لگے تو آپ ﷺ نے کچھ سیاہی سی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ اسماء ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنت عمیس؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی رخصتی میں موجود تھی اور تو اس کی عزت کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! وہ کہتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ مجھے دعا دی۔

۱۲۔ غزوہ احد میں بہادری:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ معرکہ اُحد میں بڑے بڑے فضائل ان کے حصہ میں آئے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر جو کہ آنحضرت ﷺ کے علمبردار تھے جب ان کو مرتبہ شہادت حاصل ہو گیا تو جناب اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی مرتضیٰ کو جھنڈا دیا چنانچہ آپ نے اسی حالت میں قریش کا جھنڈا اٹھانے والے سے مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور جس نے ان کو شہید کیا وہ قبیصہ بن قمیہ لیثی تھا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ یہی رسول اللہ ﷺ ہیں۔

پھر وہ قریش کی طرف یہ کہتا ہوا لوٹا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے، کیونکہ وہ مصعب بن عمیر تھے جو شہید کر دیئے گئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب کو دیا اور اس موقع پر حضرت علی بن ابی طالب نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کے طور پر خوب داد شجاعت دی۔

ابن ہشام سے روایت ہے لکھتے ہیں کہ مجھ سے مسلمہ بن علقمہ مازنی نے بیان کیا کہ غزوہ اُحد میں جب جنگ نے شدت اختیار کی اور رسول اللہ ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے آکر بیٹھ گئے اور حضرت علی بن ابی طالب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جھنڈا آگے بڑھاؤ اور حضرت علیؑ آگے بڑھے اور کہا کہ میں ابو القصم ہوں (راوی ابن ہشام کی اس روایت میں کہا جاتا ہے کہ ابو القصم ہے۔ قصم کے معنی ہیں ذلیل کرنا، توڑنا، لاچار کر دینا، اور قصم کے معنی ہیں کھانا، چبانا، دانتوں سے توڑنا۔) تو اس کو ابو سعد بن طلحہ نے للکارا جو مشرکین کا جھنڈا لئے ہوئے تھا کہ اے ابو القصم کیا مقابلے پر آنے کی ہمت ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر صفوں کے درمیان دونوں مدمقابل ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس پر ایک ضرب لگائی اور اس کو پچھاڑ دیا۔ مگر پھر اس سے پلٹ گئے، اور اس کا کام تمام نہ کیا حضرت علیؑ سے ان کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ نے اسے ختم کیوں نہیں کیا۔ تو فرمایا کہ اس نے میرے سامنے اپنا ستر کھول دیا تھا تو مجھے رحم نے اس سے روک دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اس کو قتل ہی کر دیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابو سعید بن طلحہ دونوں صفوں کے درمیان نکلا اور اس نے للکارا کہ میں ہوں گردن توڑنے والا، میرے مقابلے پر کون آئے گا؟ تو کوئی بھی اس کے مقابلہ پر نہ نکلا۔ تو اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے مقتول جنت میں جائیں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں۔ لات اور عزّے کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم اس بات کو حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلہ کے لئے تم میں سے کوئی تو نکلتا۔ اس موقع پر حضرت علی بن ابی طالب اس سے مقابلے کے لئے نکلے۔ پھر ایک دوسرے پر صرف دو وار کرنے کی نوبت آئی کہ حضرت علیؑ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر کفار کے مقتولین کے ناموں کی فہرست میں یہ ایک جماعت شمار میں آتی ہے جن کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

درجب ابتلاء و امتحان پیش آیا اور بہت سے صحابہ کرام اس واقعہ میں درجۂ شہادت پر پہنچ گئے تو صحابہ کو اس ہنگامہ میں آنحضرت ﷺ کی متعلق کچھ خبر نہ تھی، اور جب آنحضرت ﷺ گھاٹیوں کی طرف تشریف لے گئے اس جماعت میں حضرت علی مرتضیٰ بھی شامل تھے۔ ابن اسحٰق نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں نے پہچان لیا تو وہ آپ ﷺ کی طرف چل پڑے۔ آپ ﷺ ان کے ساتھ احد کی گھاٹیوں کی طرف چل دیئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت حارث بن الصمہ اور مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی۔

پھر آزمائش کی گھڑی ٹل جانے کے بعد خون دھونے کے لئے پانی لانے کی خدمت بھی حضرت علیؓ مرتضےٰ کے ہاتھ سے انجام پائی۔ صحیح بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے کہ اُن سے رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ ﷺ کے زخم کو دھو رہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا اور کونسی دوا آپ ﷺ کو لگائی گئی تھی فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ اُس کو دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال سے پانی بہا رہے تھے پھر جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون پر کچھ اثر نہیں کر رہا اور اس سے خون کا بہاؤ تیز ہو رہا ہے تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا اور اُس کو زخم پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے متعلقین تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھو دے، واللہ آج اس نے مجھے بہت خوبی دکھائی حضرت علی بن ابی طالب نے بھی اُن کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی لے لو اس کا خون بھی دھو دو۔ واللہ اس نے بھی مجھے آج بڑی خوبی دکھائی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم نے جس خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے واللہ تمہارے ساتھ سہلؓ بن حنیف اور ابو دجانہؓ نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ جنگ کی ہے [اس جملے کو بعض لوگوں نے منفی مفہوم میں لیا ہے۔ کہ اے علیؓ اگر تم نے جنگ میں شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں تو کیا ہوا سہلؓ بن حنیف اور ابو دجانہؓ نے بھی تو اس کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ مگر یہ بات درست نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقصد حضرت علیؓ کی تنقیص نہیں بلکہ تعریف کرنا تھا۔ تاہم

زبان نبوت نے ان کے دو ساتھیوں کو بھی اس تعریف میں شامل کر کے انصاف پسندی کا مظاہرہ کیا] ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو ذوالفقار کہا جاتا تھا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مجھ سے اہل علم نے روایت کی کہ ابن ابی نجیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحد کے دن ندا کی "لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار" الخ یعنی ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں اور علیؓ کے سوا کوئی جوان نہیں جو بار بار حملہ کرنے والا ہے۔

۱۳۔ غزوۂ خندق میں:

اُن کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں جب کفار قریش میں سے چند لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے تو حضرت علیؓ مرتضیٰ نے عمرو بن عبدود کے ساتھ مقابلہ کیا اور اُس کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ اُن لوگوں نے خندق کے ایسے مقام کا انتخاب کیا جو تنگ تھا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی تو وہ اس میں گھس گئے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑوں کو اس تلوار زمین پر کدایا جو خندق اور سلع پہاڑی کے درمیان تھی تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑھے اور اُن کو اس حد پر جہاں سے اُن لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو اندر گھسایا تھا روک دیا، اور گھڑ سوار اُن کے سامنے آ کر کھڑے ہوئے اور عمرو بن عبدود نے غزوۂ بدر میں جنگ کی تھی اور اس کے ایک گہرا زخم لگا تھا اور وہ غزوۂ احد میں شریک نہیں ہوا تھا پھر جب غزوۂ خندق کا وقت آیا تو وہ جھنڈا لگائے ہوئے نکلا تاکہ لوگ اس کا مقام پہچان لیں۔

پھر وہ اور اُس کے سوار ٹھہر گئے اور اس نے اعلان کیا کہ اُس کا مقابلہ کون کرے گا۔ حضرت علی بن ابی طالب اُس کی طرف آگے بڑھے اور اس سے کہا کہ اے عمرو بلاشبہ تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ قریش میں کا کوئی شخص جب دو اُمور میں سے ایک کی طرف تجھے دعوت دے گا تو تو اس کو ضرور قبول کرے گا اس نے کہا کہ ہاں پھر اُس سے حضرت علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام لانے کی طرف اس نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے نیچے اُتر۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کروں، تو اس سے حضرت علیؓ نے کہا کہ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کروں۔ یہ سن کر عمرو جوش میں آگیا اور فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے کود پڑا اور اپنے گھوڑے کی ٹانگوں پر اور پھر اُس کے منہ پر تلوار ماری۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو حضرت علیؓ نے اُس کو قتل کر دیا اور اُس کے تمام گھڑسوار ساتھی بھاگ نکلے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پھاند گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے اس واقعہ کے متعلق یہ اشعار کہے

نصرت حجارۃ من سفاھۃ رایہ ونصرت رب محمد بصواب

فصبرت حین ترکتہ متجولا کالجزع بین دکادک وروابی

وعففت عن اثوابہ ولو انني کنت المقطر یزني اثوابي

لا تحسبن اللہ خاذل دینہ ونبیہ یا معشر الاحزاب

(ترجمہ) اُس نے پتھروں (یعنی حق) کی اپنی عقل کے بھدے پن کی وجہ سے مدد کی اور میں نے اصابت رائے کے ساتھ رب محمد کی مدد کی پھر میں اس وقت واپس ہوا جب میں نے اُس کو پچھاڑا جیسے ریت اور ٹیلے کے اوپر کھجور کا تنہ پڑا ہوا ہو۔ اور میں نے اس کے کپڑوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اگر میں خون میں آلودہ پڑا ہوا ہوتا تو یہ میرے کپڑے کھسوٹ لیتا۔ اے (مشرکین کے) گروہ ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے نبی کو رسوا کرنے والا ہے [عربوں میں رواج تھا کہ وہ دشمن کو قتل کر کے اُس کے کپڑے تار لیتے تھے۔ حضرت علیؓ نے اس رسم بد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ عمرو بن عبدود کی لاش واپس کرنے کے لئے خطیر رقم کی پیش کش کی، مگر آپ ﷺ نے کچھ بھی نہ لیا اور بلا معاوضہ لاش واپس کر دی]

۱۴۔ غزوہ بنو قریظہ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات:

پھر بنو قریظہ کے محاصرے کے وقت اُن کے قلعہ سے اُتر آنے کے اسباب میں سے ایک سبب حضرت علیؓ کی مدد بھی تھی۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے اہل علم میں سے ایک ایسے شخص نے روایت کی ہے جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے جب کہ وہ شیب لابہن پر بنو قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے وہاں اور حضرت زبیرؓ بن العوام آگے آگے تھے اور انہوں نے کہا تھا میں وہ واقعہ اس کو ضرور چکھاؤں گا جو حضرت حمزہؓ نے ان کو چکھایا تھا اور میں اُن کے قلعہ کو ضرور فتح کرتا رہوں گا۔ جس کے بعد بنو قریظہ کے یہودیوں نے کہا ہے

محمد ﷺ پھر وہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہے) وہ قلعوں سے نیچے اتر آئے تھے۔ اس موقع پر ان کی مدد ہی کی بنا پر حضرت سعد نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ان کے لڑنے کے قابل تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔]

۱۵۔ صلح حدیبیہ میں حضرت علیؓ کی شرکت اور خدمات:

ان کے مناقب میں سے ایک امر یہ ہے کہ وہ بیعت رضوان میں حاضر تھے اور صلح نامہ ان ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ ابن اسحٰقؒ نے بیان کیا کہ وہی اس صحیفہ (صلح نامہ) کے کاتب تھے۔ اور نیز اسی سفر میں آپ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ساتھ مختصر خلافت کا معاملہ فرمایا۔ نسائی اور حاکم نے روایت کی ہے، اور الفاظ نسائی کے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ ﷺ کے پڑوسی ہیں اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آگئے ہیں ان کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ عقل و سمجھ کی باتوں سے واقفیت ہے۔ وہ تو صرف ہمارے ہاں کی متاع کو چھوڑ کر یہاں بھاگ آئے ہیں آپ ﷺ ان کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے سچ کہا ہے بیشک یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ

انہوں نے سچ کہا ہے بیشک یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش واللہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں اللہ امتحان کر چکا ہے اور وہ تم سب کو یا تم میں سے کچھ کو دین پر ضرور مارے گا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن وہ وہ ہے جو جوتے گانٹھ رہا ہے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا جوتا دیا تھا جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔ [غالباً یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے سفر میں پیش آیا۔ یعنی ۶۔۸ھ کے درمیان]

۱۶۔ غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ کی بہادری:

ان کے مناقب میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوۂ خیبر کے دوران خیبر کے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو آپ ﷺ نے جھنڈا حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں دیا اور اس کی طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کو آپؓ نے فتح کر لیا۔

محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے یزید بن سفیان نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے سلمہ بن رکوع سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کو جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے جنگ کی اور واپس آ گئے مگر فتح حاصل نہ ہوئی حالانکہ انہوں نے خوب کوشش کی تھی پھر

دوسرے دن حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ انہوں نے جنگ خوب کی اور واپس لوٹ آئے مگر ان کو بھی پوری کوشش کے باوجود فتح حاصل نہ ہو سکی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں وہ حملہ کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں وہ واپس نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ سلمہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور پھر فرمایا کہ یہ جھنڈا لو اور روانہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ راوی کہتے ہیں کہ سلمہ نے بیان کیا کہ وہ اس کو لیکر خوب جھپٹتے ہوئے نکلے اور ہم ان کے پیچھے ان کے قدم بقدم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے نیچے پتھریلی زمین کے ٹیلے میں گاڑ دیا۔ یہودیوں نے ان کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب ہوں۔ کہا کہ یہ سن کر یہودی کہنے لگے کہ قسم ہے اس کتاب کی جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تم عالی مرتبہ ہو گئے (یا جو انہوں نے کہا) اور حضرت علیؓ بن ابی طالب اس وقت تک نہیں لوٹے جب تک کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ نے قلعہ نہ فتح کر دیا۔ [اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ خیبر میں حضرت علیؓ کا مقابلہ مرحب نامی مشہور یہودی پہلوان سے ہوا تھا اور حضرت علیؓ نے اسے قتل کر کے یہ قلعہ فتح کر لیا تھا]

ابن اسحٰقؒ نے مجھ سے روایت کی اُن سے عبداللہ بن حسنؒ نے ان سے ایک ثقہ شخص نے اُن سے ابو رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ نکلے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا دیکر بھیجا تھا۔ پھر جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو وہاں کے لوگ آپؓ کے مقابلے پر آئے تو ان سے حضرت علیؓ نے جنگ کی۔ ایک یہودی نے حضرت علیؓ پر حملہ کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو آپؓ نے ایک دروازہ جو قلعہ کے قریب تھا اٹھا لیا اور اس کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنا لیا اور جب تک آپؓ جنگ کرتے رہے وہ دروازہ برابر آپؓ کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھوں پر قلعہ فتح کر دیا۔ پھر انہوں نے اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے نیچے رکھ دیا پھر جب وہ فارغ ہو گئے تو خدا کی قسم مجھ سمیت سات آدمی اس دروازے کو پلٹنے کی کوشش کر تے رہے مگر قادر نہ ہو سکے۔ امام بخاری نے حضرت سلمہؓ بن الاکوع سے روایت کی ہے، کہا کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر میں نبی ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے خیال کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی اکرم ﷺ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر (اسی حال میں) آپ ﷺ سے آملے۔ تو جب ہم نے وہ رات گذاری (جس کے بعد) قلعہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا دوں گا یا (یہ فرمایا) کل جھنڈا یہ شخص لے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو فتح دے گا۔ تو ہم سب امید

کر رہے تھے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علی ہیں تو آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے ان کو فتح دے دی۔

۱۷۔ غزوۂ عمرۃ القضاء میں:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ عمرۃ القضا میں حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں جھگڑا ہو گیا تو حضور ﷺ نے ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔ امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب ذوالقعدہ میں نبی ﷺ نے عمرہ ادا کر لیا [صلح حدیبیہ میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان جو معاہدہ طے پایا تھا اس کی رو سے مسلمانوں کو آئندہ برس مکہ مکرمہ آنے کی اجازت دی گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں آکر تین دن تک قیام کیا۔ اس وقت حضرت جعفرؓ بن ابی طالب شہید ہو چکے تھے۔ جس کی بناء پر یہ واقعہ پیش آیا] اور تین دن کی مدت گذر گئی تو نبی ﷺ واپسی کے لئے نکلے تو حضرت حمزہؓ کی بیٹی نے آپ کا پیچھا کیا وہ اے چچا اے چچا کہکر آوازیں دے رہی تھیں [حضرت حمزہؓ نسب کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، لیکن رضاعی اعتبار سے بھائی تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اور حضرت حمزہؓ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ نے ولہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا تھا، اسی بناء پر زیدؓ بن حارثہ نے اس لڑکی کو اپنی بھتیجی فرمایا اور آپ ﷺ نے زیدؓ کو اپنا بھائی کہا۔ تو اس کو حضرت علیؓ مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہؓ کے پاس لے آئے اور ان سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ میں اس کو لے آیا ہوں۔ پھر اس پر حضرت علیؓ

اور حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ میں جھگڑا ہو گیا حضرت علیؓ نے کہا میں اس کو لے کر آیا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؓ بولے کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میری بیوی اس کی خالہ ہے۔ جبکہ حضرت زیدؓ بولے یہ میری بھتیجی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ تو صورت اور سیرت کے اعتبار سے مجھ سے مشابہ ہے اور حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے [یہاں مولیٰ بمعنی ولی اور حبیب ہیں کہ یہ ارشاد محل استعانت میں ہے اسی سے اس جملہ سے زیدؓ خوشی سے رقص کرنے لگے تھے۔ لمعات]

۱۸۔ نصاریٰ نجران کے ساتھ مباہلہ، حضرت علیؓ کا اعزاز:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا معاملہ پختہ ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اور حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ کو مباہلہ کے لئے بلایا۔ ترمذی نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی " نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ " "یعنی ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو بلالیں اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو۔" آخر تک۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلالیا اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں [مباہلہ کے لفظی معنی ایک دوسرے کو بددعا دینے کے ہیں، مگر اس موقع پر اس کی نوبت نہیں

آئی اور وفد نجران میں موجود اُن کے بشپ پادری نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ جس پر انہوں نے آنحضور ﷺ کی غیر مشروط اطاعت قبول کر لی]

۱۹۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت علیؓ کی خدمات:

اُن میں سے ایک یہ کہ جب فتح مکہ کے لئے حملہ کرنے کا فیصلہ ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ خط جو حاطب بن ابی بلتعہ نے نے کفار قریش کے نام لکھا تھا اس کے لے جانے والی عورت کے قبضہ سے نکال لائیں۔ امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا اور فرمایا کہ تم تینوں روانہ ہو جاؤ جب تم روضۂ خاخ پہنچو گے تو تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اُس سے جا کر لے لو تو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم روانہ ہوئے گھوڑے دوڑاتے رہے یہاں تک کہ ہم روضۂ خاخ پر پہنچ گئے دیکھتے کیا ہیں کہ یہاں ایک مسافر عورت موجود ہے۔ ہم نے اُس سے کہا کہ خط نکال اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکالنا پڑے گا ورنہ ہم تیری تلاشی لیں گے، حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اُس نے اپنے بالوں کی مینڈھیوں میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک۔

پھر جب کہ حضرت سعدؓ بن عبادہ سے جو بنو خزرج کے علمبردار تھے ایسا کلمہ صادر ہوا جو نبی اکرم ﷺ کو پسند نہ آیا تو آپ ﷺ نے جھنڈا اُن سے لے کر حضرت علیؓ مرتضیٰ کو دے دیا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا

کہ سعدؓ کا جب داخل حرم کی طرف رُخ پھیر گیا تو انہوں نے کہا کہ آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی جائے گی۔ تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یہ بات بتادی، تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ سن لیجئے جو کچھ سعدؓ بن عبادہ نے کہا۔ مجھے یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ قریش میں خونریزی ہو گی تو رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم اُس سے جھنڈا لے لو اور تم علمدار رہو، مکہ میں اُس کے ساتھ داخل ہونا۔

ابن اسحٰقؒ نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ مسجد حرام میں جا کر بیٹھے اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوئے حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کنجی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سقایہ (یعنی پانی کے انتظام) کے ساتھ حجابہ (کعبہ کی دربانی) بھی ہم کو دیدیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عثمانؓ بن طلحہ کہاں ہے؟ تو اُن کو بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ اے عثمانؓ یہ اپنی کنجی سنبھالو۔ آج نیکی اور وفاء (عہد) کا دن ہے

۲۰۔ بنو خزیمہ کی طرف حضرت علیؓ کی روانگی:

اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو بنی خزیمہ کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کی ایک جماعت کو بغیر احتیاط کے مار ڈالا تھا۔ تو اس برائی کے تدارک کے لئے اُن کے پیچھے آپ ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کی، کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ اے علیؓ تم اس قوم کی طرف سفر کر کے جاؤ اور ان کے معاملہ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے رواج کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالنا (انصاف کی رعایت رکھنا) اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، ان کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیا تھا چنانچہ انہوں نے ان کے مقتولوں کے خون کی دیت ادا کی اور اس کی بھی تلافی جو ان کا مالی نقصان کیا گیا تھا یہاں تک کہ ان کے کتوں کا بھی خون بہا دیا اس حد تک کہ جب ان کے خون بہا کا کوئی حق باقی نہ رہا (سب ادا ہو چکا) اور ان کے ساتھ جو مال تھا اس میں سے کچھ بچ گیا تو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے ان سے کہا کہ کیا تمہارے خون یا مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہوا ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر میں یہ اپنے پاس بچا ہوا مال بھی تمہیں ہی دیتا ہوں بطور احتیاط رسول اللہ ﷺ کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو ان کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمہارے علم میں یہ کام پورا کرا کے رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس ہو گئے اور آپ ﷺ سے سب حال بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے نیچے کا حصہ نظر آنے لگا تھا فرمایا یا اللہ میں آپ کے سامنے بری الذمہ ہوں۔

۲۱۔ غزوۂ حنین میں حضرت علیؓ کی ثابت قدمی:

ان میں سے ایک اور یہ ہے کہ غزوہ حنین میں جب کچھ ہزیمت کی صورت پیدا ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حالت میں ثابت قدم رہنے والوں کی جماعت میں موجود رہے۔

ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ جو لوگ مہاجرین میں سے جمے رہے وہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عباسؓ، حضرت ابو سفیانؓ اور ان کا بیٹا اور فضلؓ بن ربیعہ، حارثؓ اور اسامہؓ بن زید اور ایمنؓ بن ام ابن عبد تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے عاصم بن عمر نے عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ اس دوران میں قبیلہ ہوازن کا وہ شخص جو صاحب علم تھا اپنے اونٹ پر کچھ اپنی حرکات میں کر رہا تھا، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور انصار کے ایک شخص نے اس پر حملہ کرنا چاہا، کہا تو حضرت علیؓ اس کے پیچھے آئے اور اس کے اونٹ کی دونوں کوچوں پر تلوار ماری تو اونٹ اپنی سرین کے بل آ گرا تو انصاری نے کود کر اس علمبردار پر پوری قوت سے ضرب لگائی اور اس کی ٹانگ کو نصف پنڈلی تک کاٹ ڈالا تو وہ اپنے اونٹ پر سے نیچے آ گرا اس طرح میدان مسلمانوں کے حق میں فتح ہو گیا]

۲۲۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی قائم مقامی:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جب غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے متعلقین کی خبر گیری کے لئے حضرت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ضمن میں ایک عظیم برکت سے آپ کو مشرف فرمایا۔

محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے متعلقین پر جانشین بنایا اور ان کو ان میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو منافقین نے حضرت علیؓ کے متعلق پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا انہوں نے کہا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر بار سمجھتے ہوئے اس سے ہلکا ہونے کے خیال سے اس کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تو جب منافقوں نے ایسا کہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار اٹھا کر نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپہنچے جب کہ آپ ﷺ مقام جرف (جو مدینہ کے قریب ایک مقام ہے) میں اتر چکے تھے۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ منافقین نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے اپنے اوپر بار سمجھ کر پیچھے چھوڑا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ بلاشبہ میں نے تجھ کو ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی خبر گیری کرتے رہنا۔ اور پھر فرمایا اے علیؓ کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہی ہو جو حضرت ہارون کا مرتبہ حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۲۳۔ ۹ ہجری کے حج میں شریک امیر بنایا جانا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ نویں سال میں آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج بنایا۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ ہوئے تو سورۂ براءۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا اور آنحضرت ﷺ نے اسکی تبلیغ کے لئے حضرت علی مرتضیٰ کو حکم فرمایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا۔

احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو سورۂ براءۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یا نبی اللہ میں نہ تو خوش تقریر ہوں اور نہ ہی خطیب، فرمایا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اس کو میں لے کر جاؤں یا تم لیکر جاؤ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر یہ ضروری امر ہے تو میں ہی روانہ ہو جاؤں۔ فرمایا تم جاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان میں خوب برکت دے گا اور تمہارے قلب کو ثابت و استوار رکھے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت علیؓ کے منہ پر رکھا۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے روایت کی انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورۂ براءۃ نازل ہوئی آپ ﷺ حضرت ابوبکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے تا کہ وہ لوگوں کو حج کرائیں آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اس سورۂ کو حضرت ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیں تو وہ لوگوں کو سنا دیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری

طرف سے بجز میرے اہل بیت کے اور کوئی اس اعلان کو ادا کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براءۃ کے اس ٹکڑے کو تم لے کر جاؤ اور حج اکبر کے دن جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کر دو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے اور جس کا رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ ہے تو اس کو معاہدے کی مدت تک اجازت ہے۔ چنانچہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی "عضباء" نامی ناقہ پر بیٹھ کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ سے راستہ ہی میں جا ملے۔

جب انھوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور تو حضرت علیؓ نے کہا امیر نہیں بلکہ مامور ہوں۔ پھر دونوں چل پڑے تو حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی شریعت کے مطابق لوگوں سے مناسک حج ادا کرانے لگے) اور عرب اس وقت اس سال میں اپنے حج کی ان منزلوں میں پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایام جاہلیت میں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) آیا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں میں ان باتوں اعلان کیا جن کا حکم ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا چنانچہ انہوں نے کہا کہ اے لوگو کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے گا اور نہ کوئی شخص ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو مدت معاہدہ تک اس کو رسوم سابقہ کی آزادی ہوگی اور لوگوں کے

لئے جس دن سے ان میں اعلان کیا گیا ہے چار ماہ کی مہلت ہے تاکہ ہر قوم اپنی جائے امن اور اپنے شہروں میں لوٹ جائے۔ پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی ذمہ نہ رہے گا۔ مگر ایسا شخص جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ کسی معینہ مدت تک ہو تو وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہوگا۔ پھر اس دن کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔ اور اہل شرک میں سے جن لوگوں سے معاہدہ تھا اور جن سے ایک معینہ مدت تک کے لئے تھا ان کے بارے میں جو اعلان ہوا وہ سب ماخوذ سورۂ براءۃ سے تھا۔

۲۴۔ حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی کے بعد حضرت علیؓ کی یمن کے لئے تقرری:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کو حضرت خالدؓ سے خمس وصول کرنے کے لیے یمن کی طرف بھیجا اور حضرت خالدؓ بن ولید کو معزول کر دیا۔ اس دوران میں حضرت علیؓ مرتضیٰ کی کوششوں سے اس علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ فتح ہوا۔ اس دوران میں حضرت علیؓ مرتضیٰ کی بابت حضرت خالدؓ کے بعض لوگوں کے دل میں کچھ ملال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے حق میں بے پایاں الطاف ظاہر فرمائے اور لوگوں کو آپؓ کی شکایت پر جھڑکا اور اس سے منع کیا۔

ترمذی نے حضرت براء بن عازب سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یمن کے لئے دو لشکر روانہ کئے۔ ان میں سے ایک پر حضرت علی بن ابی طالب کو امیر بنایا اور دوسرے پر حضرت خالد بن الولید کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ جب جنگ ہونے لگے تو علی امیر ہوگا (کل لشکر کا) حضرت براء کہتے ہیں حضرت علی نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس میں سے ایک لڑکی کو خود لے لیا اس پر حضرت خالد نے ایک خط لکھ کر میری معرفت نبی ﷺ کے پاس بھیجا جس میں حضرت علی کی برائی لکھی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ ﷺ نے خط پڑھا تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے قائم کی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے۔ میں تو صرف ایلچی ہوں۔ تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ [اس واقعے کا ذکر متعدد روایات میں ہے۔ اور چونکہ حضرت خالد بن ولید کی حضرت علی سے مخالفت تھی اس لئے انہوں نے اس واقعے کو غلط رنگ میں پیش کیا اگر اس میں واقعی کچھ صداقت ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ جو حضرت علی کے مسلم بھی تھے حضرت علی کو بارہا ڈانٹ ڈپٹ کرتے مگر یہاں معاملہ مکمل طور پر حضرت علی کی حمایت اور ان کی تعریف و توصیف کا ہو جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت علی نے قانون کے مطابق عمل کیا تھا]

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن معمر نے سلیمان بن محمد بن کعب سے روایت کی انہوں نے اپنی پھوپھی زینبؓ سے اور وہ ابو سعید خدری کے پاس تھیں کہتے

ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت علی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو وہ سخت ہے اللہ کی ذات میں یا (فرمایا کہ) اللہ کی راہ میں۔

۲۵۔ حضرت علیؓ کی یمن کے قاضی کے طور تقرری:

جب آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ کو یمن کا حاکم بنایا تو آداب قضا تعلیم فرمائے اور دعا کی کہ قضا ان پر مفتوح (یعنی سہل) ہو جائے۔ احمد بن حنبل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ آپ ﷺ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں اور مجھے قضا کا علم بھی نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حق پر قائم رکھے اور جمائے رکھے۔ جب تیرے پاس ہاتھ ٹھہرے دے آئیں تو اول کے لیے فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے اس کی بات نہ سن لو۔ یہ بات صحیح فیصلہ کے تم پر ظاہر ہونے کے لئے پابندی کے لائق ہے۔ حضرت علی نے کہا کہ (اس ارشاد و دعا کے اثر سے) میں ہمیشہ قاضی بنا رہا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے درمیان کسی فیصلہ نے مجھے کبھی عاجز نہیں کیا۔

۲۶۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت علیؓ کے اعزازات:

اس میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، انہوں نے وہیں سے حج کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا ابللت بما ابل بہ الخ یعنی میں نے اس چیز کا احرام باندھا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے اور قربانی کے بہت سے جانوروں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن الحارث الکندی سے روایت کی ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کی جگہ آئے تو فرمایا کہ میرے پاس ابوالحسن (حضرت علیؓ) کو بلاؤ تو حضرت علیؓ بلا لے گئے ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھری کے نیچے کا حصہ تم پکڑو اور اس کے اوپر کا حصہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا۔ پھر اس طرح دونوں نے مل کر جانوروں کو ذبح کیا۔ پھر جب دونوں فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار ہوئے اور حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر خم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابو عمر وغیرہما نے روایت کی اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں، زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف

کر دی گئیں۔ فرمایا میں یوں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے واپس بلا لیا گیا ہے اور میں نے دعوت قبول کر لی ہے، میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے خاندان کے لوگ تو تم غور کرو کہ میرے پیچھے ان دونوں سے کیا معاملہ کرو گے اور وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل میرا آقا (مولیٰ) ہے اور میں ہر مومن کا آقا (مولیٰ) ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس کا آقا (مولیٰ) ہوں علیؓ بھی اس کا آقا (مولیٰ) ہے یا اللہ آپ اس سے محبت کریں جو علیؓ سے محبت کرے اور اس سے عداوت کریں جو علیؓ سے عداوت کرے۔ [غدیر خم بضم غین و تشدید میم، مکہ اور مدینہ کے درمیان محلہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے اور اس کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے اور اس میں سیڑھیاں ہیں اس کو غدیر خم کہتے تھے۔ سیڑھیاں خراب ہو گئی تھیں اس کو صاف کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ لوگوں نے صاف کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہم سفر تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایتیں کی تھیں۔]

۲۷۔ وصال نبوی ﷺ کے وقت حضرت علیؓ کی خدمات:

اس میں سے ایک اور یہ کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس عالم فانی سے عالم اعلیٰ کو انتقال فرمایا تو حضرت علی مرتضیٰ نے جماعت اہل بیت کے ساتھ آپ ﷺ کے غسل اور دفن کی خدمت سرانجام دیں۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ہمارے اصحاب میں سے عبداللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبداللہ وغیرہما نے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب، حضرت فضلؓ بن عباسؓ، حضرت قثمؓ بن عباسؓ، اسامہؓ بن زید اور شقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ یہی وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کو غسل دینے میں لگے ہوئے تھے۔ اور یہ کہ اوس بن خولی انصاری نے جو بنو خزرج کا ایک شخص تھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہم کو بھی حصہ دیجئے جب کہ ہم اس کے لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے اور اہل بدر میں سے بھی۔ حضرت علی نے کہا اندر آجاؤ تو وہ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے غسل میں شریک ہوئے۔

آپ ﷺ کو دوسرا غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے سے سہارا دیا اور حضرت فضلؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت قثمؓ آپ ﷺ کو پلٹا رہے تھے اور حضرت اسامہ بن زید اور حضرت شقرانؓ جو دونوں آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے یہ آپ ﷺ کے اوپر پانی ڈال رہے تھے، اور حضرت علیؓ بن ابی طالب آپ ﷺ کو غسل دے رہے تھے اور آپ ﷺ کو اپنے سینہ سے

سہارا بھی دے رہے تھے۔ اور آپ ﷺ کے جسم پر آپ ﷺ کی قمیص تھی، پیچھے کرتے سے آپ ﷺ کو ملتے تھے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ (کے بدن) پر نہیں لگا رہے تھے، اور یہ کہہ رہے تھے میرا باپ اور ماں آپ ﷺ پر قربان کس قدر پاکیزہ ہیں آپ ﷺ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں۔ اور رسول اللہ ﷺ میں وہ چیزیں نہیں دیکھی گئیں جو عام طور پر میت میں دیکھی جاتی ہیں۔

پھر ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک میں اترے وہ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت فضل بن عباسؓ و حضرت قثم بن عباسؓ اور حضرت شقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ تھے۔

حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب کی روایات

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی احکام اسلامی میں سبقت سے متعلق اور اس کی حمایت جو آپؓ کے فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں ان سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کر کے یہاں ان کو لکھ دیں۔

حاکم نے امام احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آئے جتنے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔

بندہ ضعیف (شاہ ولی اللہ دہلوی) کہتا ہے کہ اس کا سبب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں دو وجوہ کا اجتماع ہے کہ آپؓ کی اسلامی احکام میں پختگی ہے جیسا کہ

چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم نے بیان کی ہیں، دوسری آنحضرت ﷺ سے ساتھ آپ کی قریبی رشتہ داری ہے، اور آنحضور ﷺ رشتہ داری کے تعلق کی مراعات رکھنے میں سب سے بڑھے ہوئے اور حقوق قرابت کو سب سے زیادہ پہچاننے والے تھے۔ پھر جب لطف ربانی نے امداد کی اور حضرت علی مرتضیٰ کو تربیت کے لئے آنحضرت ﷺ کی گود میں ڈال دیا تو آپ کا مرتبہ قربت دوبالا ہو گیا اور آپ کی شان میں ایک اور بزرگی کا اضافہ کر دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے عقد میں دیا تو مزید فضیلت ان کے شامل حال ہو گئی۔ پھر جب ان کے ایام خلافت میں اختلاف واقع ہوا اور اہل زمانہ کے دل ان سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ کے بقیہ صحابہ کرام نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں بہترین کوششیں کیں اور ان کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اس کو صرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے۔ اس سبب سے ان کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت وسیع تر ہو گیا۔ کچھ حدیثیں تواتر کے مرتبہ میں اور کچھ دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر جب شیعیت کے فتنہ نے سر ابھارا تو بے باک لوگوں کی ایک جماعت نے بھی حد اعتدال سے پاؤں باہر نکالا اور اپنی بدعت کو مروج کرنے کے لئے، احادیث وضع کرنا شروع کر دیں اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس بارگاہ میں ان کو لوٹ کر جانا ہے وہ کیسی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بننے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کریں گے، اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اس کو ہم روایت کریں گے۔

الف۔ حضرت علیؓ کے فضائل کے متعلق متواتر احادیث:

[متواتر سے مراد ایسی احادیث ہیں جنہیں روایت کے مرحلے پر کم سے کم تین ثقہ افراد روایت کرتے ہوں۔ ایسی احادیث کا مرتبہ حدیث مشہور کے بعد سب سے زیادہ ہے]

۱۔ تو میرے لئے ایسے ہے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام:

یہ حدیث متواتر ہے کہ

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ	تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔

یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت علیؓ بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس وغیرہم سے روایت کی ہے

۲۔ اے اللہ علیؓ سے محبت کرنے والے سے تو محبت کر۔

اور متواتر احادیث میں سے یہ حدیث بھی ہے

انا من علی وعلی منی اللهم وال من والاه	میں علیؓ سے (راضی) ہوں اور علیؓ مجھ سے اے اللہ تو اس سے محبت کر جو اس

وعادِ من عاداہ — سے محبت کرے اور اُس سے عداوت کرے جو اس سے عداوت کرے۔

اس کو حضرت زید بن ارقم، حضرت بریدہؓ، حضرت عمرانؓ بن حصین اور حضرت عمروؓ بن شاش وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

۳۔ اے اللہ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں:

متواتر احادیث میں یہ حدیث بھی ہے: کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۳۳:۳۳)

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی ﷺ کے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک و صاف رکھے

تو رسول اللہ ﷺ نے اُن پانچوں (حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور خود ذات رسالت مآب ﷺ) کو بلایا۔ یہ حدیث حضرت سعدؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت واثلہؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت انس بن مالکؓ نے روایت کی ہے۔

۴۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر دی گئی خوشخبری:

متواتر احادیث میں سے یہ بھی ہے: کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو غزوۂ فتح خیبر میں جھنڈا عطا کیا اور فرمایا

لأعطين الراية رجلاً يحب الله ورسوله — میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور

ويحبه الله ورسوله — اس سے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں

اس کو حضرت عمرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت سہل بن سعدؓ اور حضرت سلمہؓ بن اکوع وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

امام مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان نے حضرت سعدؓ سے کہا تم کو اس بات سے کیا چیز مانع ہے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ حضرت سعدؓ نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھے تین باتیں یاد رہیں گی جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میں حضرت علیؓ کو ہرگز برا بھلا نہ کہوں گا۔ اور ان تینوں میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو ان سے فرما رہے تھے اور (قصہ یہ تھا) کہ آپ ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر حضرت علیؓ کو (مدینہ میں) چھوڑا تھا اور جس پر آپ ﷺ سے حضرت علیؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ نے مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا دیا ہے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبوة بعدي — کہ کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تم میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ کے ہارون

حضرت ہارونؑ تھے مگر یہ بات ہے کہ
میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

اور میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ غزوۂ خیبر میں آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ (سعدؓ نے) کہا کہ ہم (اگلے دن) اس (جھنڈے) کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ رسول اللہ ﷺ کی ہم پر نظر پڑ جائے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کو بلا کر لاؤ چنانچہ وہ ایسی حالت میں کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں لائے گئے تو آپ ﷺ نے اُن کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور جھنڈا ان کو دیا، پھر اللہ نے ان کے ہاتھ پر قلعہ فتح کرا دیا۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی "نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ" "آؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں اور تم اپنی اولاد کو بلاؤ" (۳:۶۱) تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور کہا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔

۵۔ حضرت علیؓ کے فضائل میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت:

حاکم اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کیا، کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس نو اشخاص آئے انہوں نے کہا اے ابن عباسؓ یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں اور یا پھر ان لوگوں سے الگ ہو کر ہم سے تنہائی

میں گفتگو کریں۔ تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا نہیں بلکہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اور وہ اس زمانہ میں وہ ابھی نابینا نہیں ہوئے تھے۔ کہا پھر ان لوگوں نے بات چیت میں پہل کی تو ہم نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے کیا کہا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابن عباسؓ اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے آئے اس وقت وہ اُف وتف (کلمات افسوس) کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ ایسے شخص کی مذمت میں پڑ گئے کہ جس میں ایسے وہ فضائل ہیں جو ان کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں۔

۱۔ وہ ایسے شخص کی برائی میں پڑے ہیں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دیکر بھیجوں گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس (جھنڈے) کی بھی امید کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہے، لوگوں نے کہا کہ وہ چکی میں آٹا پیس رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اور کوئی دوسرا نہیں تھا جو آٹا پیستا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ آئے اور ان کی آنکھیں آشوب ہو رہی تھیں، دیکھنے پر بھی قادر نہیں تھے پھر آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں پھونک ماری، پھر جھنڈے کو تین مرتبہ لہرایا اور خاص ان ہی کو دیا۔ پھر حضرت علیؓ صفیہ بنت حیی (ام المومنین) کے پاس آئے۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ پھر "رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو سورہ توبہ دے کر بھیجا۔ پھر ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا، انہوں نے اس

سورۃ توبہ دے کر بھیجا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نہیں لے جا سکتا مگر میرے خاندان کے شخص کو جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔"

۳۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا کہ "فرمایا نبی اکرم ﷺ نے اپنے چچا کی اولاد سے کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون میرے ساتھ موالات کرے گا (اس سے میرا معاون اور ساتھی ہو گا) اس وقت تمام لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے۔

۴۔ حضرت ابن عباسؓ نے مزید کہا۔ "حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد تمام لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی تھے۔

۵۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے چادر (یعنی چادر) لے کر حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے اوپر رکھی اور فرمایا

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۳۳:۳۳)	اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح) ظاہراً اور باطناً پاک وصاف رکھے۔

۶۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ شب ہجرت میں حضرت علیؓ نے اپنی ذات کو بیچ میں ڈالا (یعنی نبی ﷺ کی چادر اوڑھی پھر آپ ﷺ کی جگہ سو گئے۔ اور مشرکین یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ

آئے اور حضرت علیؓ (منہ پھیلے) سو رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ بھی یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی، حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اللہ کے نبی ﷺ تو سومیون کی طرف گئے ہیں۔ تو آپؓ انہیں واپس جا کر مل لیں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ چلے گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔ اور حضرت علیؓ کے اوپر کفار پتھر پھینک رہے تھے جیسا کہ معاملہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے تھے اور حضرت علیؓ (چوٹ کی وجہ سے) پیچ و تاب کھاتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے سر کو چادر میں چھپا رکھا تھا اس سے باہر نہیں نکالتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو گئی پھر حضرت علیؓ نے اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے کہا کہ تو یقیناً ملامت کے قابل ہے۔ تیرا ساتھی (یعنی محمد ﷺ) تو اف بھی نہیں کرتا تھا اور ہم ان کے پتھر مارتے رہتے تھے اور تو پیچ و تاب کھاتا رہا ہم اس بات کو عیب خیال کر رہے تھے۔

۷۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ ﷺ سے حضرت علیؓ نے عرض کی کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلوں گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ نہیں۔ تو اس پر حضرت علیؓ رونے لگے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہے جس مرتبہ میں حضرت موسیٰؑ کے ہاں حضرت ہارونؑ تھے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی

نہیں ہے میرے لئے مناسب نہیں ہے بجز اس کے کہ تو میرا قائم مقام ہو کر یہاں رہے۔

۸۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ: حضرت علیؓ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو میرے بعد ہر (دوست و محبوب، آقا) ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کا۔

۹۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد (کے صحن سے ملے ہوئے مکانوں) کے دروازے بند کر دیئے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا، تو وہ بحالتِ جنابت مسجد میں داخل ہوتے تھے اس لئے کہ وہ اُن کا راستہ تھا اور اس کے سوا اُن کا اور کوئی دوسرا راستہ نہ تھا۔

۱۰۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کیا: کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں جس کا آقا ہوں تو اُس کا آقا علیؓ بھی ہے [حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے شروع میں کہا تھا کہ وہ حضرت علیؓ کے فضائل بیان کریں گے مگر چند ایسے فضائل بھی بیان کر دیئے جو آپ کے لئے ثابت ہیں اگرچہ اور بھی ان میں شریک ہیں۔]

۱۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں یہ خبر دی ہے کہ وہ اصحاب شجرہ سے راضی اور خوش ہے یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی، اس میں حضرت علیؓ بھی تھے]۔ پھر اللہ نے جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا جان لیا۔ تو کیا اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ اُن سے یعنی حضرت علیؓ سے ناراض ہو گیا ہے؟

۲۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، نبی اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس حاطب بن ابی بلتعہ کی گردن مار دوں۔ فرمایا تو ایسا کرے گا؟ اور تجھے یہ خبر نہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے دلوں پر جھانک کر یہ فرما دیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں اور حضرت علیؓ بھی اہل بدر میں سے ہیں)۔

۱۳۔ حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ حضرت علیؓ بن ابی طالب کو ایسی تین فضیلتیں دی گئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک فضیلت بھی مجھے مل جاتی تو وہ میرے لئے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ آپ سے کہا گیا کہ اے امیر المومنینؓ وہ کیا ہیں؟ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ان کا نکاح ہونا اور اُن کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں رہنا کہ اُن کے لئے اُس میں وہ بات حلال ہے (یعنی بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا) جو اُن کے ہی لئے حلال ہے۔ اور غزوۂ خیبر میں جھنڈا۔

۱۴۔ حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ وہ عربوں میں سے کسی میں نہیں ہیں

۱۔ وہ تمام عرب اور عجم والوں میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

۲۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جن کے ساتھ اُن کا جھنڈا ہر معرکہ میں رہا ہے۔

۳۔ اور وہ شخص تھے جنہوں نے (جنگ احد کے دن اللہ کی گھڑی میں) آپ ﷺ کے ساتھ صبر کیا تھا۔

۴۔ میں ان دو ایسے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو غسل دیا تھا اور قبر میں داخل کیا تھا۔

۶۔ حضرت علیؓ کو بُرا بھلا کہنا:

حاکم نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے ابو عبداللہ جدلی سے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا کوئی اور اسی طرح کا کلمہ۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے "جس نے علیؓ کو بُرا بھلا کہا۔ اس نے مجھے بُرا بھلا کہا۔"

اسی طرح ابو بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہؒ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہا کہ شام والوں میں سے ایک شخص آیا اور اس نے حضرت ابن عباسؓ کے سامنے حضرت علیؓ کو گالی دی تو حضرت ابن عباسؓ نے اس کو پتھر مارا اور کہا کہ اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (۳۳:۵۷)

بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اُن پر لعنت کی

ہے اور اُن کے لئے رُسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے

اگر رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے تو تمہاری اس بات سے ان کو بھی ایذا پہنچتی۔

۷۔ حضرت علیؓ کے لیے جنت کا محفوظ خزانہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ تیرے لئے جنت میں ایک محفوظ خزانہ ہے اور بلاشبہ تو اس کی دونوں جانب والا ہے، لہٰذا تو (اجنبی عورت پر) پہلی (اتفاقیہ) نظر کے بعد دوسری (ارادہ) نظر نہ ڈال۔ پہلی تو تمہارے لئے معاف ہے، دوسری کا تجھے حق نہیں

۸۔ حضرت علیؓ عرب کے سردار:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ حضرت جبرئیل عرب کے سردار کو لائے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علیؓ عرب کا سردار ہے۔

۹۔ باگاہِ نبوت سے حضرت علیؓ کے ساتھ خصوصی محبت:

عبداللہ بن عمرو بن ہند جملی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں، کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ سے سوال

کرتا تھا تو آپ ﷺ مجھے عطا کرتے تھے اور جب میں خاموش ہوتا تو آپ ﷺ خود مجھ سے بات کی ابتدا کرتے۔

۱۰۔ حضرت علیؓ کا مسجد میں کھلنے والا دروازہ:

حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت سے لوگوں کے دروازے مسجد نبوی شریف میں گذرگاہ کے طور پر کھلتے تھے، تو ایک دن آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے سوا تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دو۔ اس بارے میں جب لوگوں نے کلام کیا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اما بعد یقیناً میں نے حکم دیا ہے کہ تمام لوگوں کے دروازوں کو بند کر دیا جائے حضرت علیؓ کے دروازے کے سوا۔ تو اس بارے میں تم میں سے کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے از خود نہ تو کسی کو بند ہے کیا اور نہ کھولا ہے۔ لیکن مجھے ایک بات کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔

۱۱۔ حضرت علیؓ علم کا دروازہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے تو جو شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہئے۔

۱۲۔ حضرت علیؓ کی پیروی:

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح کی موت مرے اور ہمیشہ کی جنت میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ علیؓ بن ابی طالب کی پیروی کرے کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے ہٹنے نہ دے گا اور نہ گمراہی میں داخل کرے گا۔

۱۳۔ منافقوں کی پہچان:

حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ ہم منافقین کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تکذیب سے، نماز سے پیچھے رہ جانے سے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ بغض رکھنے سے پہچانتے تھے۔

۱۴۔ حضرت علیؓ دل کے تونگر تھے:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی زوجیت میں دے دیا ہے اور وہ فقیر ہیں جن کے پاس کچھ مال و دولت نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہؓ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عزوجل نے تمام زمین والوں کو جھانک کر دیکھا اور پھر دو آدمیوں کو برگزیدہ کیا ان دونوں میں سے ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔ حضرت علیؓ سے اس آیت کے بارے میں مروی ہے

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں (۱۳:۷) اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ منذر ہیں اور میں ہادی ہوں۔

۱۵۔ بارگاہِ نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب غضب ناک ہوتے تو سوائے علیؓ بن ابی طالب کے ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ ﷺ سے کلام کرے۔ اور حضرت سلمانؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سلمانؓ سے کہا کہ آپ کو حضرت علیؓ سے اتنی زیادہ محبت کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ "جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علیؓ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔"

حضرت ابن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اصحاب میں سے چار افراد سے محبت کرنے کا حکم دیا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں ہم میں سے ہر ایک اس کا خواہشمند ہوگا کہ وہ ان میں سے ہو۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو کہ علیؓ ان میں سے ایک ہے پھر فرمایا سمجھ لو کہ علیؓ ان میں سے ہے۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔

۱۶۔ حضرت علیؓ اللہ کے محبوب ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ آپ ﷺ کے سامنے بھنا ہوا چورہ پیش کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے کہا یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس گوشت میں سے کھائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ انصار میں سے کسی شخص کو بھیج دے اور اسے اس کا مصداق بنا دے۔ پھر علیؓ آئے تو میں نے (باہر ہی باہر) ان سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی کام میں لگے ہوئے۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ تو وہ اندر آئے (حضرت علیؓ نے اپنے حاضر ہونے اور واپس کر دیئے جانے کا تذکرہ کیا) تو رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) کہا کہ تو نے جو کچھ کیا اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کی دعا کو سن لیا تھا تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں سے ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک آدمی کو اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترمذی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور حاکم ایسی کئی سندیں لائے جس سے یہ خالص غرابت سے نکل گئی ہے۔

۱۷۔ حضرت علیؓ سے محبت رکھنے والوں کے لیے بشارت:

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ حضرت علیؓ سے فرما رہے تھے کہ اے علیؓ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور تیرا مخلص رہا اور عذاب ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے بارے میں جھوٹ بولا۔

اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا اور تم میں سے سب سے پہلے جو اسلام لایا وہ علیؓ بن ابی طالب ہے۔ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلا شخص جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام لایا وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ میں تو اور یہ سونے والا یعنی علیؓ اور وہ دونوں یعنی حسنؓ اور حسینؓ قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔

۱۸۔ جنت تین افراد کی مشتاق ہے:

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت تین آدمیوں کی یعنی علیؓ، عمارؓ اور سلمانؓ کی مشتاق ہے۔

۱۹۔ حضرت علیؓ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوں گے:

حضرت ابن ابی اوفیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس کا بھی نکاح کراؤں یا اس سے نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ بات) عطا فرما دی، اور عبد اللہ بن سعد بن زرارہ اپنے والد اسعد بن زرارہؓ سے روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر علیؓ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی یہ کہ وہ مومنین کا سردار ہے، متقین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والا (یعنی صالحین کا رہبر) ہے۔

اور حضرت علیؓ بن ابی طلحہ سے مروی ہے: کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا مدینہ منورہ میں حضرت حسنؓ بن علی کی طرف جانا ہوا اور ہمارے ساتھ معاویہ بن خدیج تھے جو حضرت علیؓ کے خلاف بہت بدزبانی کرتے تھے، حضرت حسنؓ نے کہا کہ تو حضرت علیؓ کو بہت گالیاں دیتا ہے تو اس نے کہا واللہ میں ایسا نہیں کرتا فرمایا کہ اگر تو ان سے ملا اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو ان سے قیامت کے دن ملے گا تو تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے حوض پر (آپ ﷺ کے ہمراہ) پانے کا منافقین کے جھنڈوں کو آپ ﷺ سے روکتا ہوا۔ ان کے ہاتھ میں عوسج (ایک خار دار لکڑی) کی ایک لاٹھی ہوگی۔ مجھ سے یہ بات سچ بولنے والے نے بیان کی جن کے صدق کی شہادت دی جاتی ہے حضور نبی کریم ﷺ پر جس نے افتراء کیا وہ برباد ہو۔

۲۰۔ حضرت علیؓ کو سکھائی جانے والی خصوصی دُعا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ! میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تو ان کا ورد کرے تو تیری مغفرت کر دی جائے گی علاوہ اس بات کے کہ تیری مغفرت ہو چکی ہے۔

لا الہ الا اللہ العلی العظیم لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب السماوات السبع ورب الارضین السبع وما بینھما ورب العرش العظیم والحمد للہ رب العالمین۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عالی شان ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۲۱۔ آنحضور ﷺ کے دُنیا میں سب سے آخری ملاقاتی:

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے نام پر میں حلف اٹھاتی ہوں کہ (رسول اللہ ﷺ کے وصال سے قبل) آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؓ تھے۔ اُس روز صبح سویرے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی عیادت کی اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ کیا علی آگیا، کیا علی آگیا۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے کئی مرتبہ فرمائے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا شاید آپ ﷺ نے اُن کو کسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ کہتی ہیں کہ پھر کچھ دیر کے بعد

حضرت علیؓ آگئے۔ حضرت اُم سلمہؓ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ کو حضرت علیؓ سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب وہاں سے باہر چلی گئیں اور دروازے کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کی طرف زیادہ جھک گئے اور ان سے مشورہ کرتے رہے اور اس سے سرگوشی کرتے رہے پھر رسول اللہ ﷺ اسی دن انتقال فرما گئے تو آپ ﷺ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف حضرت علیؓ تھے۔

۲۲۔ جنت میں حضرت علیؓ کا باغیچہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے تھے، اسی دوران میں ہمارا گذر ایک باغیچہ کے قریب سے ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ باغیچہ کیسا اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں تیرا باغیچہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔

۲۳۔ حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

۲۴۔ خانوادۂ نبوی سے لڑائی اور صلح کی حقیقت:

۱۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے فرمایا کہ جس سے تمہاری لڑائی ہے اس سے میری لڑائی بھی ہے جس سے تمہاری صلح ہے اس سے میری بھی صلح ہے۔

۲۵۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے نبی اکرم ﷺ کی محبت:

اور حضرت بریدہؓ سے روایت ہے: کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے تھی اور مردوں میں حضرت علیؓ سے۔

حضرت جمیع بن عمیرؓ سے مروی ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے یہاں گیا تو میں نے حضرت عائشہؓ کی آواز کو پردے کے پیچھے سے سنا۔ اور میری والدہ حضرت عائشہؓ سے حضرت علیؓ کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ تو مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ واللہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ ﷺ کو ان (حضرت علیؓ) سے زیادہ محبوب ہو اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ان کی زوجہ (یعنی حضرت فاطمہؓ) سے زیادہ محبوب ہو۔ ان تمام احادیث کو مستدرک میں حاکم نے روایت کیا ہے۔

۲۶۔ حضرت علیؓ کو گرمی اور سردی کا احساس نہ ہونے کی وجہ:

امام نسائی نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے: کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا، وہ اس وقت ان کے ساتھ جا رہے تھے کہ لوگ آپ کی اس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ سردی میں دو باریک کپڑوں میں نکلتے ہیں جبکہ گرمی میں سخت اور گاڑھے کپڑوں میں نکلتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ خیبر میں نہیں تھا تو انہوں نے کہا کیوں نہیں میں وہاں تھا کہا کہ (واقعہ یہ ہوا تھا) کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا اور وہ واپس آ گئے۔ اور حضرت عمرؓ کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتا ہے اور وہ بھاگنے والا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور اس وقت میری دونوں آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور کہا کہ اے اللہ گرمی اور سردی کی اذیت سے تو اس کے لئے کافی ہو جا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اس کے بعد سے نہ میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور نہ ہی سردی کی

۲۷۔ حضرت علیؓ کا خاص اعزاز:

ابو جعفر محمد بن علیؒ سے انہوں نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاصؒ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک قوم کے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے تو جب وہ اندر داخل ہوئے تو وہ لوگ وہاں سے باہر نکل گئے اور وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور پھر بولے واللہ کس نے تم کو باہر نکالا اور ان کو اندر بھیجا پھر لوٹ کر اندر آگئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا واللہ میں نے ان کو اندر نہیں داخل کیا ورنہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے ان کو اندر داخل کیا اور تمہیں باہر نکالا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علیؓ تو میرا مخلص اور امانت دار ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے بیج کو پھاڑا (اور اس میں سے درخت نکالا) اور جان کو پیدا کیا واقعہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے یہ بات کھول کر فرمادی کہ درحقیقت مجھ سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور مجھ سے منافق کے کوئی بغض نہیں نہ رکھے گا۔

۲۸۔ حضرت علیؓ سے محبت:

حضرت سعید بن عبیدؒ سے روایت ہے: کہ ایک شخص حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تو مجھ سے حضرت علیؓ کے بارے میں نہ پوچھ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے ان کے گھر کی طرف دیکھ۔ اس نے کہا کہ میں تو ان سے بغض رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے گا۔

۲۹۔ دربار نبوت میں حضرت علیؓ کا مقام:

اسی طرح حضرت ابوزرعہ بن عمرو بن جریرؒ سے انہوں نے عبداللہ بن یحییٰؒ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ میں ہر رات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اگر آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو سبحان اللہ کہہ دیتے۔ اور میں یہ سن کر واپس ہو جاتا اور اگر نماز نہ پڑھ رہے ہوتے تو مجھے اجازت دے دیتے اور پھر میں اندر داخل ہو جاتا۔

حضرت ابوالاسود اور ایک اور شخص سے انہوں نے زاذان سے روایت کی کہ فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ جب میں سوال کرتا تھا تو مجھے دیا جاتا تھا اور جب خاموش ہوتا تھا تو مجھ سے بات شروع کی جاتی۔

محمد بن اسامہ بن زیدؓ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے علیؓ تو تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے، میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے"۔

۳۰۔ حضرت علیؓ کی صحت کے لیے زبان نبوت سے نکلنے والی دُعا:

سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث نے انہوں نے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے: کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ میرے گھر پہنچے میں سویا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے میرے پہلو پر ٹھوکر لگائی، پھر مجھے اپنا پاؤں اٹھا کر چلتے دیکھا کہ مجھے کچھ سکون ہو گیا ہے تو مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ پھر جب نماز ادا کر چکے تو آپ ﷺ واپس تشریف لائے مجھ پر سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ اے علیؓ اٹھ اور میں اٹھا تو میں صحت یاب ہو چکا تھا، گویا مجھے پہلے کوئی بیماری ہی نہ تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات کے لئے جو کچھ بھی سوال کیا وہ تیرے لئے بھی کیا۔

۳۱۔ سرگوشی کرنے کے لیے صدقہ کے حکم کی منسوخی میں حضرت علیؓ کا کردار:

حضرت علی بن علقمہؒ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً (۵۸:۱۲)	اے ایمان والو جب تم اپنے رسول ﷺ سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے (مسکینوں کو) کچھ خیرات دے دیا کرو۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دو کہ صدقہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ کتنا یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ ایک دینار۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کتنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جو کی تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو تو بہت کھانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ (یعنی کیا تم ہی سرگوشی سے قبل خیرات صَدَقٰتٍ (۵۸:۱۳) دینے سے ڈر گئے۔ الخ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس حکم کی تخفیف میری وجہ سے کی گئی۔ [اس آیت کا شان نزول یہ تھا کہ مدینہ منورہ کے منافق اپنی حیثیت جتانے اور لوگوں خصوصاً مسلمانوں پر رعب جمانے کے لئے نبی اکرم ﷺ سے "سرگوشی" میں گفتگو

شروع کر دیتے اور اس کے پیچھے کوئی حقیقی مقصد کارفرما نہ ہوتا اس سے یہ حکم آیا کہ جو لوگ آپ ﷺ سے سرگوشی کرنا چاہتے ہیں وہ پہلے صدقہ کریں لیکن چونکہ منافق صدقہ کرنے میں کمزور تھے اور پھر اس حکم کا جو مقصد تھا وہ حاصل ہو گیا اس لئے کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ حکم منسوخ کر دیا گیا، متن میں مذکور عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ منسوخی کے سلسلہ میں حضرت علیؓ کی رائے کی وحی الٰہی نے تصدیق فرمائی۔

۳۲۔ خانوادۂ نبوی ﷺ سے محبت کرنے والے کا مقام:

امام ترمذی، اور عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد المسند میں سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے روایت کی ہے دونوں کہتے ہیں: کہ ہم سے الحضر بن علی الحضینی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن جعفر بن محمدؒ نے کہا، کہ مجھے خبر دی میرے بھائی موسیٰ بن جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد جعفر بن محمدؒ سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علیؒ سے انہوں نے اپنے والد علیؒ بن حسینؒ سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں اپنے دادا علیؓ بن ابی طالب سے "کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ہاتھ پکڑا، اور فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے اور ان کے ماں باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

۳۳۔ حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسنؓ کا خطبہ:

اور حاکم نے سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے روایت کی کہتے ہیں، ہم سے ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر عفیفی حسنی نے روایت کی، کہا ہم سے اسمٰعیل بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے روایت کی، کہا کہ

مجھ سے میرے چچا علیؓ بن جعفر بن محمد نے روایت کی، کہا مجھ سے حسین بن زید نے عمر بن علی سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد علیؓ بن حسینؓ سے: وہ کہتے کہ حضرت حسنؓ بن علیؓ نے جب کہ حضرت علیؓ شہید کئے گئے لوگوں کو خطبہ دیا۔ تو اللہ کی حمد و ثناء کی پھر کہا کہ آج رات اس شخص کی وفات ہو گئی جن سے پہلے لوگ کسی عمل میں سبقت نہیں لے گئے اور نہ بعد والے ان کے مرتبہ کو پہنچے اور رسول اللہ ﷺ اپنا جھنڈا ان کو دیا کرتے تھے تو وہ جنگ کرتے تھے اور حضرت جبرئیل ان کے دائیں طرف اور حضرت میکائیل ان کے بائیں طرف ہوتے، جو اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے تھے، تا آنکہ اللہ تعالیٰ ان کو فتح نہ دے دیتا تھا۔ اور زمین پر انہوں نے نہ تو سونا چھوڑا اور نہ چاندی سوائے سات سو درہموں کے جو ان کے وظیفہ میں سے بچ گئے تھے، ان کا ارادہ تھا کہ اس سے اپنی بیوی کے لئے کوئی خادم خریدیں گے۔ اور امام نسائیؒ نے اس حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا ہے خادماً لابدہ تک فقط (یعنی اپنی بی بی کے لئے کوئی خادمہ خریدیں گے، تک)۔

پھر کہا اے لوگو! جو مجھے پہچانتے ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسنؓ بن علیؓ ہوں، میں نبی ﷺ کا بیٹا ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں، میں بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف اس کے حکم سے، دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشنی پھیلانے والے چراغ کا بیٹا ہوں اور میں اس گھرانوں میں سے ہوں کہ حضرت جبرئیل ہماری طرف نازل ہوا کرتے تھے اور ہمارے ہی یہاں سے اوپر چڑھا کرتے تھے، میں ان گھروں میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے

گندگی کو دور کیا اور ان کو کامل طور پر پاکیزہ کر دیا۔ اور میں ان گھر والوں میں سے ہوں جن سے محبت کرنے کو اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے۔ (۴۲:۲۳)

تو اقتراف حسنہ (نیکی کا کمانا) اہل بیت کی محبت ہے

[اس روایت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اقتراف حسنہ سے مراد صرف اہل بیت کی محبت ہے۔ بلکہ مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اہل بیت یعنی خاندان نبوت سے محبت کرنا بھی اس اقتراف حسنہ یعنی نیکی کمانے میں شامل ہے اور یہ اعزاز کسی دوسرے خاندان کو حاصل نہیں کہ اس سے محبت کرنا بھی نیکی کمانے کے زمرے میں شامل ہو]۔

۳۴۔ انصار کے ہاں منافقوں کی پہچان:

امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ ہم انصار والوں کی جماعت منافقین کو اسی علامت سے پہچانتی تھی یعنی حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ساتھ ان کے بغض کی وجہ سے۔

اور حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے علیؓ سے کوئی منافق محبت نہ کرے گا اور کوئی مومن ان سے بغض نہ رکھے گا۔

۳۵۔ حضرت علیؓ سے نبی اکرم ﷺ کی سرگوشی:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ طائف میں حضرت علیؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہو گئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اس سے سرگوشی کی ہے۔

۳۶۔ حضرت علیؓ کے لیے خاص اعزاز:

حضرت ابو سعیدؓ الخدری سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ میرے اور تیرے سوا کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں جائے۔ کہا گیا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ بحالت جنابت مسجد کو راستہ بنائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں کھلنے والے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوائے حضرت علیؓ کے دروازے کے۔ [بعض روایات میں حضرت ابو بکرؓ کے عقبی دروازہ (خوخہ) کا ذکر بھی آتا ہے۔ لیکن حضرت علیؓ کے لیے ان کے سامنے کا دروازہ مسجد میں بنانے کی اجازت کا ذکر ہے۔ جبکہ حضرت ابو بکرؓ کو عقبی دروازہ (خوخہ) مسجد میں کھولنے کی اجازت دی گئی۔

۳۷۔ حضرت علیؓ سے محبت و دشمنی:

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نبی امی نے کھول کر بیان کر دیا کہ یہ حقیقت ہے کہ تجھ مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور تجھ سے منافق کے سوا کوئی دشمنی نہیں کرے گا۔

۳۸۔ حضرت علیؓ کی زندگی کے لیے دعا:

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جن میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعا کرتے سنا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دیجئے گا جب تک کہ علیؓ کو آپ مجھے نہ دکھا دیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ کا حضرت علیؓ کے اوصاف پر تبصرہ

۱۔ شجاعت و حمیت وغیرہ:

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے فضائل کا یہ مجمل خواں ہے کہ اصل جبلت میں آپ اپنے اخلاق قویہ رکھتے تھے جو عالی ہمت جواں مردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت قوت و حمیت اور وفاء تو بخشش خداوندی نے ان تمام اخلاق کو اپنی رضا کے کاموں میں صرف کیا اور ہر اس خلق سے جو آپ رکھتے تھے فیض ربانی کی اس کے ساتھ آمیزش سے ایک مقام پیدا ہو گیا۔ اور اخلاق سے مقامات کے پیدا ہونے کی بحث حضرت فاروقؓ اعظم کے مناقب میں واضح کی

جا چکی ہے۔ اور ارباض میں ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو پچھ (آگے کو یا دائیں بائیں) جھکتے تھے اور جب کسی شخص کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے تو اس کا ہاتھ بند کر دیتے تھے اور اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ وہ سانس لے سکے اور وہ فربہی کے قریب تھے۔ زوردار کلائی اور ہاتھ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے لیے چلتے تو تیز رفتاری سے بڑھتے آپ نہایت دلیر اور نہایت طاقت ور تھے۔ جب بھی کسی سے کشتی لڑی تو اس کو پچھاڑ دیا بہادر اتنے تھے کہ جس سے بھی مقابلہ ہوا آپ (اللہ کی نصرت سے) فتح یاب ہوئے۔

۲۔ وفاداری:

آپ کے اخلاق قویہ میں سے ایک وفا تھی جب فیض خداوندی نے آپ کے اس اخلاق کو مہذب کر دیا تو آپ کے لئے "مقام محبت" مسلم ہو گیا۔ بتواتر ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں کل ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ جھنڈا حضرت علیؓ کو دیا۔

۳۔ دعا کیل دینا دشمنوں کو:

آپؓ کے ایسے ہی اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ آپؓ اپنے ہم چشموں کے ساتھ مقابلے میں اور دشمنوں کو لڑائی میں دعا کیل دیتے تھے۔ فیض خداوندی نے اس وصف کو ان کی سوانح اسلامیہ میں صرف فرما دیا اور آخرت میں عجیب ثمرہ اس سے پیدا ہو گیا۔ اور یہ آیہ کریمہ

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ (۲۲:۱۹) یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں باہم اختلاف کیا۔

اُن کی اور اس کے لقاء کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

امام بخاری نے روایت کی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے: انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دونوں زانوؤں کے بل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے قیامت دن کے اپنا مقدمہ پیش کروں گا [فریاد کروں گا کہ لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بدسلوکی کی]۔

حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ" یعنی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلے میں نکلے۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ یا ابو عبیدہ بن الحارثؓ اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ۔

۴۔ کھردرا پن اور شمشیر برہنہ ہونا:

حضرت علیؓ کے اوصاف میں سے ایک وصف اُن کا کھردرا پن، شمشیر برہنہ ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا اور اپنے عزم کو لوگوں کی خوشامد اور مروت کی وجہ سے نہ توڑنا ہے۔ اور بخشش خداوندی نے ان کے اس وصف کو نہی عن المنکر اور حفاظت بیت المال میں صرف کیا۔

حاکم نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی شکایت کی۔ تو آپ ﷺ ہم

میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو علیؓ کی شکایت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ کی ذات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت ہے۔

ابو عمرہؓ نے اسحٰق بن کعب بن عجرہؓ سے روایت کی انہوں نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیؓ اللہ کی ذات کے بارے میں سخت ہے۔

۵۔ اپنے مشن کی تکمیل کرنا:

اُن کے اوصاف میں سے ایک اپنی قوم اور اپنے چچازاد کی محبت و حمیت میں مثلاً آپ کے کار منصبی کو پورا کرنے کا اہتمام کرنا اور اس کی مدد میں ہمت قویہ کو کام میں لانا ہے، زیادہ تر یہ خصلت شریف لوگوں میں پیدا کی جاتی ہے۔

جب فیض الٰہی نے اللہ کا کلمہ بلند کرنے کا داعیہ اُن کے نفس کے اندر ڈالا تو طبعی اور جبلی اخلاق میں سے اس خلق نے اس (داعیہ) کی خدمت کی اور اس مفہوم عقلی کو خوب واضح کر دیا تو اس کو ایک نادر مقام حاصل ہو گیا کہ جس کی تعبیر رسول اللہ ﷺ کی اخوت اور آپ ﷺ کی موالات سے اور لفظ وصی اور وارث اور اُن کی مانند الفاظ سے کی جاتی ہے

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون میرا ساتھ دے گا؟ پھر آپ ﷺ نے اُن میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھ دے گا

تو ہر ایک نے کہا نہیں ہم ایسا نہیں کریں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ سے ان میں سے کثرت (یہ سوال کرتے ہوئے) گذر گئے پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کا دنیا اور آخرت میں ساتھ دوں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اور آخرت میں تو میرا دوست اور ساتھی ہے۔ اور اس حدیث کی تفصیل امام نسائی کی روایت سے حضرت علیؓ مرتضیٰ کے سوانح میں گذر چکی ہے۔

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں حضرت علیؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (۳-۱۴۴)	یعنی سو اگر آپ ﷺ کا انتقال ہو جائے یا آپ ﷺ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے۔

اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی، واللہ ہم الٹے نہیں پھریں گے۔ واللہ اگر آپ ﷺ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو جس چیز پر آپ ﷺ نے قتال کیا ہو گا میں اس پر ضرور قتال کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں بھی وفات پا جاؤں واللہ میں آپ ﷺ کا بھائی اور آپ ﷺ کا ولی اور آپ ﷺ کے چچا کا بیٹا ہوں اور آپ ﷺ کے علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار کون ہے۔ حاکم نے ابن اسحٰقؒ سے روایت کی ہے کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت قثم ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تمہیں چھوڑ کر حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے وارث کیونکر ہو گئے؟ کہا کہ اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے ان سے مل گئے تھے اور ہم سے زیادہ شدت سے

آپ ﷺ کے ساتھ منسلک رہے۔ اور اس تقریر سے دونوں فریق مفرطین (حد سے زیادہ کمی کرنے والے) اور مفرطین (حد سے زیادہ بڑھانے والوں) کا فساد رائے واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نصرت، حمیت قومی کی بنا پر خالص نہیں ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ استحقاق خلافت میں خوت نسبی شرط ہے۔ واللہ اعلم

۲۔ زہد اختیار کرنا اور شہوات نفس کو حقیر جاننا:

ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا سے بے رغبتی رکھنا اور شہوت نفس کو حقیر سمجھنا اور ان کے پیچھے نہ پڑنا۔ ابو عمرؒ روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے ہمدان کے ایک شخص ضرار صدائی سے کہا کہ اے ضرار ہم سے حضرت علیؓ کی صفت بیان کرو۔ ضرار نے کہا کہ امیر المومنینؓ آپ مجھے معاف ہی رکھیے۔ امیر معاویہؓ نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا۔

ضرار نے کہا کہ اب اگر ان کا وصف بیان کیے بغیر چارہ نہیں تو سنیے آپؓ اس قدر صفات والے تھے کہ جن کی انتہا تک رسائی دشوار ہے، آپؓ سخت قوتوں والے تھے۔ فیصلہ سن بات کرتے اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کی تمام اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور ان کے سب طرف حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا اور اس کی چمک سے وہ بیزار رہتے تھے رات اور اس کی وحشت سے مانوس ہوتے تھے، اور اللہ کے ڈر سے بہت آنسو بہانے والے تھے، فکر (ذات و صفات حق) میں مستغرق رہتے۔ ان کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا جو موٹا جھوٹا ہو، اور ہم

میں عام ساتھیوں کی طرح رہتے تھے۔ جب ہم ان سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے۔ جب ہم یہ چاہتے کہ انتظار کریں تو ہمارا انتظار کرتے۔

اور خدا کی قسم باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر رکھتے اور وہ ہم سے قریب رہتے تھے مگر ان کے رعب کی وجہ سے ہماری ہمت نہیں ہوتی تھی کہ ان سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں وہ دیندار وں کی تعظیم کرتے تھے اور غریبوں کو پاس بٹھاتے۔ طاقت ور جو ناحق پر ہوتا وہ ان سے حمایت کی طمع نہ کر سکتا تھا اور ان کے انصاف سے کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو ان کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی خوب چھا جاتی اور ستارے چھپ جاتے ایسی حالت میں خود دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ و تاب کھاتے تھے جس طرح سانپ کا ڈسا پیچ و تاب کھاتا ہے اور اس طرح روتے تھے جس طرح غم زدہ روتا ہے اور کہتے کہ اے دنیا جا کسی اور کو دھوکا دے، تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا شائق بناتی ہے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں جس میں رجوع کی گنجائش نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے کہ) تیری عمر تھوڑی ہے اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس زاد راہ کی کمی اور سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے۔ یہ سن کر امیر معاویہؓ رو پڑے اور انہوں نے کہا اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسنؓ پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ پھر مجھ سے بولے کہ اے ضرار تجھ کو ان (کے فراق) کا کس درجہ غم ہوگا؟ میں نے کہا اس عورت کے غم کے برابر جس کے اکلوتے بچے کو اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے۔

ابو عمر نے عبداللہ بن ابی الہذیل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو اس حال میں دیکھا کہ وہ گھر سے باہر آئے اور ان کے بدن پر ایک رے کے بنے ہوئے موٹے کپڑے کی قمیص تھی جس کی آستین اتنی تھی کہ اگر اسے کھینچا جائے تو ناخن تک پہنچ جائے اور جب اس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے بازو تک پہنچ جائے۔

۷۔ حضرت علیؓ کی پرہیزگاری اور بیت المال کے بارے میں ان کی احتیاط پسندی:

ان میں سے ایک اور آپ کی پرہیزگاری اور مشتبہ چیزوں سے بچنا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے ام کلثومؓ بنت حضرت علی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہتی تھی کہ واللہ میں نے امیر المومنینؓ کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس لیموں لائے گئے اور حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ نے جا کر اس میں سے ایک لیموں اٹھا لیا تو انہوں نے اس کے ہاتھ سے اسے چھین لیا پھر حکم دے کر تقسیم کرا دیا۔

اور ابو عمرؒ نے روایت کی ہے کہ تقسیم اموال کے سلسلہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکرؓ کے طریقے پر چلتے تھے اور جب ان کے پاس کہیں سے مال آتا تو اس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑتے اور سب تقسیم کر ڈالتے اور بیت المال میں اس میں سے کچھ باقی نہ رہنے دیتے۔ بجز اس صورت کے کہ اس کے تقسیم کرنے سے اس دن تھک گئے ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کسی دوسرے کو دھوکا دے، اور مال فے میں سے اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی اپنے مخلص اور مقرب کے

ے کوئی تخصیص کرتے تھے، اور شہروں کے والی بنانے میں کسی کو خاص نہیں کرتے تھے، سوائے ایسے لوگوں کے جو صاحب دیانت وامانت ہوتے، اور جب اُن کو کسی کی طرف سے خیانت کی اطلاع پہنچتی تو اس کو یہ لکھ کر بھیجتے

قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ (۱۰:۵۷)

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت نامہ آچکا ہے۔

وَفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ (۱۱:۸۵،۸۶)

تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو۔ اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید وعدل) سے نہ نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آئے (تو مان لو) اور میں تم پر پہرہ والا نہیں۔

جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہمارے حساب کا ہے اس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس ہم اُس شخص کو بھیج دیں جو تم سے اُس کو وصول کرے، پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے یا اللہ

بے شک آپ جانتے ہیں کہ میں نے اُن کو حکم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر ظلم کریں اور نہ حکم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کر دیں۔

ابو عمرؒ نے مجمع التیمیؒ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے جو کچھ بیت المال میں رکھا تھا اس کو تقسیم کر دیا پھر حکم دیا تو اس میں جھاڑو دی گئی پھر یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ اُن کے لئے قیامت کے دن گواہی دینگے اس میں نماز پڑھی۔ اور ابو عمرؒ نے عاصمؒ بن کلیب سے اُنہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس اصفہان سے مال آیا تو اس کو سات حصوں (۷ے) پر تقسیم کیا اور اس میں ایک روٹی ملی تو اس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا، اور مال کے ہر جزو پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر اُن کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ اُن میں سے کونسا پہلے کو دیا جائے۔

اسی طرح ابو عمرؒ نے معاذ ابن العلاءؒ سے جو ابو عمرو ابن العلاءؒ کے بھائی تھے، اُنہوں نے اپنے والد سے اُنہوں نے اُن کے دادا سے روایت کی ہے، وہ کہتے کہ میں نے حضرت علیؑ بن ابی طالب سے سنا فرماتے تھے کہ تمہارے مال (خراج) میں سے میرے حصہ میں اس بوتل کے سوا کچھ نہیں آیا اس لونڈی نے ہدیۃً میرے پاس دیہاتی کاشتکار سے بھیجا تھا۔ پھر بیت المال کے مدار گئے اور اُن میں جو کچھ بھی تھا سب تقسیم کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جا رہے تھے وہ کامیاب رہا جس کے پاس بیت نوکری ہو اور وہ روزانہ ایک مرتبہ اسی میں سے کھایا کرے۔

ابو عمرؒ نے ابو حیان تیمیؒ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو منبر پر دیکھا آپ یہ فرما رہے تھے کہ میری یہ تلوار مجھ سے کون خریدے گا؟ اگر میرے پاس ایک لنگی کی قیمت موجود ہوتی تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتا تو ایک شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ لنگی کی قیمت میں پیش کر دوں گا۔

۸۔ تنگی پر صبر کرنا:

ان میں سے ایک تنگی کے ساتھ گزر اوقات پر صبر کرنا اور اس کو اپنے نفس پر گوارا کرنا ہے۔ ابو بکرؒ نے ابو البختری سے روایت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہؓ بنت اسد سے کہا کہ آپ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی مدد کیجئے اور ان کے لئے باہر کی خدمت مثلاً پانی بھرنے اور ضرورت کی چیزیں لا کر دینے میں ان کا ہاتھ بٹائیے اور وہ آپ کے سب کام گھر کے اندر کے کر دیا کریں گی مثلاً آٹا گوندھنا، روٹی پکانا اور آٹا پیسنا۔ ابو بکرؒ نے حارثؒ سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت علیؓ نے کہا کہ جب (حضرت فاطمہؓ) میرے نکاح میں آئیں اس وقت ہمارے پاس مینڈھے کی ایک کھال کے سوا بچھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔

ابو بکرؒ نے ضمرہؒ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے لئے گھر کے اندر کے کاموں کا اور حضرت علیؓ کے لئے گھر کے باہر کے کاموں کا فیصلہ کیا۔

احمد بن حنبل نے عطاء بن السائب سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ ایک چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکی کے پاٹ، مشکیزہ اور دو گھڑے دیئے۔ ایک دن حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ واللہ میں نے اتنا پانی بھرا کہ میرے سینے میں بیماری ہو گئی اور اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں، تو تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے ایک خادم مانگو تو حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ واللہ میں نے اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہ نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹا کس ضرورت سے آئی ہو، انہوں نے کہا کہ میں آپ ﷺ کو سلام کرنے کے لئے آئی ہوں وہ اس سے شرما گئیں کہ آپ ﷺ سے سوال کریں اور واپس چلی گئیں تو حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا کر کے آئی ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے کیا آ گئی کہ میں آپ ﷺ سے سوال کروں۔ پھر وہ دونوں اکٹھے ہو کر خدمت نبوی ﷺ میں آئے۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اتنا پانی بھرا ہے کہ میرے سینے میں بیماری ہو گئی اور حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ میں نے اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں اور وسعت عطا کر دی ہے تو ہمیں کوئی خادم دے دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ واللہ میں تمہیں نہیں دوں گا اور (تمہیں دے کر کیسے) اہل صفہ کو اس حال پر چھوڑ دوں کہ ان کے پیٹ سکڑ

رہے ہیں، اُن پر خرچ کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، سوائے اس کے کہ میں اُن کو فروخت کروں اور اُن پر اُن کی قیمت خرچ کروں۔ پھر ہم دونوں واپس آگئے۔ اس کے بعد ان دونوں کے پاس خود نبی اکرم ﷺ پہنچے اور اس وقت وہ دونوں اپنی اپنی چادروں میں داخل ہو گئے تھے (وہ چادریں اتنی چھوٹی تھیں کہ) جب دونوں اپنا سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتے تھے۔ تو دونوں اٹھ بیٹھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو پھر کہا کہ کیا میں تم کو اس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے اچھی ہے جس کا سوال تم نے مجھ سے کیا ہے۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے حضرت جبرئیل نے سکھائے ہیں۔ فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ دس مرتبہ اور الحمد للہ دس مرتبہ اور اللہ اکبر دس مرتبہ پڑھو۔ پھر جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو سبحان اللہ تینتیس مرتبہ اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر چونتیس مرتبہ پڑھو۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ جب سے مجھ کو یہ کلمات رسول اللہ ﷺ نے سکھائے ہیں میں نے اُن کو نہیں چھوڑا۔ ابن الکواء نے پوچھا کہ کیا صفین والی رات میں بھی (اُن کو ترک نہیں کیا)؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ خدا تجھے غارت کرے اے اہل عراق! ہاں صفین کی رات میں بھی نہیں چھوڑا۔ [جنگ صفین ۳۷ھ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر لڑی گئی اور اس میں ایک رات ایسی بھی گزری کہ جب رات بھر وہ لڑائی ہوتی رہی اور سونے کی نوبت ہی نہ آئی۔ تو ابن الکواء نے اسی رات کے متعلق پوچھا تھا مگر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ باوجود اس بات کے کہ

اس رات سونے کی نوبت نہیں آئی میں نے ارشاد نبوی ﷺ پر عمل کیا اس رات بھی ترک نہیں کیا]

احمد بن حنبل نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت بھوک لگی، تو میں کسی کام کی تلاش میں عوالی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک عورت نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں، میں نے گمان کیا کہ وہ اُن کو پانی سے بھگونا چاہتی ہے۔ تو میں نے اس سے معاملہ آخرت طے کیا کہ وہ ہر ڈول کے بدلے میں مجھے ایک کھجور دیگی۔ تو میں نے سولہ ڈول نکالے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ پھر میں پانی لایا تو اس سے تکلیف اٹھائی اس کے بعد میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اس عورت کے سامنے کر دیں (کہ وہ آبلے دیکھ کر اور پانی لانے پر اصرار نہ کرے) تو اس نے سولہ کھجوریں گن کر مجھے دیں۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو پورا حال سنایا۔ تو آپ ﷺ نے بھی میرے ہمراہ وہ کھجوریں تناول فرمائیں۔

احمد بن حنبل نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنی حالت اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا اور میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اور آج (میری تونگری کا یہ حال ہے کہ) میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار (دینار) نکلتی ہے۔

۹۔ نبی اکرم ﷺ سے سنے ہوئے علوم کو یاد رکھنا۔

اس میں سے ایک یہ ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ سے سنے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا اور اس کو ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔ اور حضرت عمرؓ اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے کہ کسی ایسے الجھے ہوئے مسئلہ میں مبتلا ہوں جسے حضرت علیؓ (ابو الحسنؓ) نہ سلجھا سکیں۔

شیخ الشیوخ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف المعارف میں یہ روایت نقل کی ہے عبداللہ بن الحسن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

وَتَعِيَهَآ أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (۶۹:۱۲) یعنی اور یاد رکھنے والے کان اس کو یاد رکھیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ تیرے کان ایسے بنا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر اس کی بعد میں کسی چیز کو کبھی نہیں بھولا، حالانکہ اس سے پہلے مجھے نسیان ہوا کرتا تھا۔

احمد بن حنبل نے ابو البختری سے روایت کی ہے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا ہے کہتے ہیں۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب نے لوگوں سے کہا کہ اس مال کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جو ہمارے پاس بچ جائے تو لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنینؓ ہم نے آپؓ کو غافل کر دیا آپؓ کے اہل و عیال سے اور جائیداد اور

تجارت سے بعد جو مال بچ جائے وہ آپؓ کا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپؓ کیا کہتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ وہی جس کا لوگوں نے آپؓ کو مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحیح بتاؤ تو میں نے کہا کہ آپ اپنے یقین کو ظن کیوں بنا رہے ہیں تو کہا کہ جو کچھ آپؓ نے کہا اس کی دلیل ضرور دینا پڑے گی۔ تو میں نے کہا ہاں واللہ میں ضرور دلیل دوں گا۔ کیا آپؓ کو یاد ہے جب کہ آپؓ کو رسول اللہ ﷺ نے ساعی (محصل صدقات) بنا کر بھیجا تھا پھر آپؓ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے پاس گئے تو انہوں نے آپؓ کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا تھا اور آپؓ دونوں میں کچھ ان بن تھی۔ پھر آپؓ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ نبی ﷺ کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپ ﷺ کو منقبض پایا تو ہم واپس آ گئے۔ پھر اگلے دن آپ ﷺ کے پاس دوبارہ گئے تو آپ ﷺ کو شاداں و فرحاں پایا تو آپؓ نے آنحضور ﷺ سے اس فعل کا ذکر کیا جو حضرت عباسؓ نے کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے آپؓ سے فرمایا کہ ایک شخص کا چچا اس کے باپ کی جان ہے اور ہم نے اس انقباض کا بھی ذکر کیا جس کو پہلے دن میں دیکھا تھا۔ اور اس مسرت کا بھی جو دوسرے دن دیکھا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے دن آئے تو حال یہ تھا کہ میرے پاس صدقہ میں سے دو دینار بچے ہوئے تھے تو جو کچھ انقباض مجھ میں تھا اس کا سبب یہی تھا اور آج تم ایسے وقت آئے کہ میں ان دونوں دیناروں کو صرف کر چکا ہوں تو یہ وہ سبب ہے اس انبساط کا جو تم نے مشاہدہ کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ واللہ آپؓ نے سچ کر دکھایا اور آخرت میں آپؓ کے شکر گذار رہیں گے۔

ابو عمرؒ نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایسی مشکل سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے جس کا حل ابو الحسن (حضرت علیؓ) نہ کر سکیں۔ ابو عمرؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اس مجنونہ کے بارے میں جس کے رجم کا حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اس عورت کے بارے میں جس کا چھ ماہ میں وضع حمل ہو گیا گفتگو کی تھی۔ اور حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کا ارادہ کیا تو ان سے حضرت علیؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وحملہ وفصلہ ثلثون شہرا (۱۵:۴۶) (یعنی اس کے حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اور یہ کہ اللہ نے مجنوں کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ الحدیث اس پر حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے۔ اگر علیؓ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

ابو عمرؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہیں کہتے ہیں کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں کا سب سے بڑا قاضی حضرت علیؓ بن ابی طالب ہے۔

ابو عمرؒ نے حضرت ابو طفیلؓ سے روایت کی ہیں: کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس اس وقت موجود تھا جب وہ خطبہ دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھئے۔ واللہ قرآن کریم کوئی آیت ایسی نہیں مگر میں اس کا حال بخوبی جانتا ہوں کہ وہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔ ابو عمرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہا خدا کی قسم یقیناً

حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اس میں سے نو حصہ علم دیا گیا تھا اور خدا کی قسم وہ اس (بقیہ) دسویں حصہ میں بھی شریک تھے۔

۱۰۔ ذہن کی تیزی اور فیصلوں کی برجستگی:

ان میں سے ایک ذہن کی تیزی اور اس کا سرعت کے ساتھ حکم کے ماخذ کی طرف منتقل ہونا ہے۔ اور یہ طبعی خاصیت ان کے عدالتی فیصلوں میں نظر آتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بہت سی سندوں سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علیؓ ہے۔ اور سب سے بڑا قاری ابی ہے۔ اور اس بات میں حضرت علیؓ مرتضیٰ سے بہت سی عجیب باتیں نقل کی گئی ہیں۔

ابو عمرؒ نے عاصمؒ سے انہوں نے زر بن حبیش سے روایت کی ہیں: کہتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب انہوں نے کھانا کھانا شروع کیا تو ان کے پاس سے ایک شخص کا گذر ہوا اس نے انہیں سلام کیا۔ ان دونوں نے کہا ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائیے وہ بیٹھ گیا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ اور ان آٹھ روٹیوں کے کھانے میں سب برابر کے حصہ دار ہوئے۔ پھر وہ شخص اٹھا اور اس نے دونوں کو آٹھ درہم دیئے اور کہا کہ تم دونوں اس کھانے کے عوض میں جو میں نے کھایا اور جو تمہارے کھانے میں حصہ دار ہوا یہ لے لو۔ اب ان دونوں میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے تین۔ اور تین روٹیوں والے نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ درہم ہمارے درمیان

آدھے آدھے تقسیم ہونگے۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ سے پیش کرنے، اور دونوں نے اپنا اپنا موقف آپؑ سے بیان کیا تو آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تیرے ساتھی نے جو کچھ پیش کیا وہ درست ہے۔ حالانکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں تو تیں پر راضی ہو جا مگر اس نے کہا کہ واللہ میں کسی واضح دلیل کے بغیر راضی نہیں ہوں گا۔ تو حضرت علیؑ نے کہا کہ واضح دلیل کے ساتھ تیرا ایک درہم کے سوا کوئی حق نہیں۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنینؑ! وہ میرے سامنے تین درہم پیش کر رہا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا اور آپؑ نے بھی ان کے لیے مشورہ دیا مگر میں راضی نہ ہوا اور اب آپؑ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ واضح دلیل کے ساتھ میرا حق صرف ایک درہم ہے۔ تو اس سے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تیرے ساتھی نے تیرے سامنے بطور صلح کے یہ بات رکھی کہ تو تین درہم لے مگر تو نے کہا کہ میں واضح دلیل کے بغیر راضی نہ ہوں گا اور واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق صرف ایک درہم ہے تو اس شخص نے آپؑ سے کہا کہ مجھے یہ صورت واضح دلیل کے ساتھ سمجھایئے جس کو میں قبول کروں تو حضرت علیؑ نے کہا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے نہیں ہوتے۔ تم نے ان ہی کو کھایا اور تم تین آدمی تھے اور یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم لہذا تم یہ سمجھو کہ تم سب نے برابر کھایا۔ اس نے کہا بیشک حضرت علیؑ نے کہا اور تو نے ان میں سے خود آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری کل نو تہائیاں تھیں۔ اور تیرے ساتھی نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور اس کی پندرہ تہائیاں تھیں، اس نے ان

میں سے آٹھ کھائیں اور اس کی سات باقی رہیں جو اس شخص نے کھائیں، اور تیری نو میں سے ایک اس نے کھائی تو تیرے حصہ میں اس تیری ایک تہائی کے مقابلہ میں ایک درہم آیا اور اس کے سات ہوئے۔ تو اس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہو گیا۔

اور الریاض میں محمد بن زبیر سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک ایسا بوڑھا شخص ملا کہ بڑھاپے سے اس کی ہنسلیاں شکر گئی تھیں۔ میں نے کہا اے شیخ آپ نے (اکابر میں سے) کس کو پایا ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت عمرؓ کو میں نے کہا کہ آپ نے کونسا جہاد کیا؟ کہا یرموک۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی بات بیان کیجئے جس کو آپ نے حضرت عمرؓ سے سنا ہو۔ کہا کہ میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو ہمیں شتر مرغ کے انڈے ہاتھ آگئے (یعنی ان کو کھایا) اور ہم احرام باندھ چکے تھے۔ جب ہم مناسک حج ادا کر چکے تو ہم نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے اس کا ذکر کیا تو وہ پلٹ پڑے اور کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور اندر سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے حجروں تک پہنچ گئے اور ان میں سے ایک حجرے پر دستک دی۔ تو اس میں ایک عورت نے اندر سے جواب دیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا یہاں ابوالحسنؑ (حضرت علیؑ) ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں پھر حضرت عمرؓ سایہ دار جگہ میں چلے گئے اور پھر واپس ہوئے اور ہم سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ یہاں تک کہ حضرت علیؑ تک پہنچ گئے اور وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا مرحبا امیر المومنینؑ۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے شتر مرغ کے انڈے اٹھا رکھے تھے جب کہ یہ احرام کی حالت میں تھے

انہوں نے کہا کہ آپؓ نے مجھے کیوں نہ بلوایا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ کے پاس مجھے خود ہی آنا چاہیئے تھا۔ حضرت علیؓ نے مسئلے کا حل بتاتے ہوئے کہا کہ ایسی نوجوان اونٹنیوں کو جو ابھی حاملہ نہ ہوئی ہوں اور وہ انڈوں کی تعداد کے برابر ہوں۔ یہ حضرت لے لیں اور وہ جوان اونٹوں سے حاملہ کرائی جائیں جب اُن سے بچے پیدا ہوں تو اُن کو ہدی بنا کر بھیج دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اونٹوں میں استقاء بھی تو ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ انڈے بھی فاسد ہو جاتے ہیں تو جب حضرت عمرؓ واپس ہوئے تو کہنے لگے ہاں یا اللہ مجھ پر کوئی مشکل پیش نہ آئے کہ جب ابو حسن (حضرت علیؓ) میرے پاس نہ ہوں۔

حسن معتمر سے مروی ہے: کہ ایک قریشی عورت کے پاس دو آدمی آئے اور دونوں نے بطور امانت ایک سو دینار اُس کے سپرد کیے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس کو ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا جب تک کہ دوسرا ساتھی اُس کے ساتھ نہ ہو۔ اب وہ دونوں ایک سال تک غائب رہے۔ پھر اُن میں سے ایک شخص اُس عورت کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینار مجھے دیدو تو اُس عورت نے انکار کر دیا۔ تو وہ اُس کے پاس اُس کے شوہر وغیرہ کو لے کر پہنچا۔ اور اس کے ساتھ بات چیت ہوتی رہی، یہاں تک کہ اُس نے وہ دینار اُس کو دیدیئے۔ پھر ایک سال اور گذر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے دینار ادا کر دیجئے۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی میرے پاس آیا تھا اور اُس نے بیان کیا تھا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اُس کو وہ دینار دیدیئے۔ اس مقدمہ کو وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے

عورت کے حق میں فیصلہ دیئے کا ارادہ کیا ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اُس عورت سے کہا کہ میرا دل رسے میں تجھ پر گمان ہے۔ اُس نے کہا کہ میں آپؓ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کریں اور ہم کو حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس بھیج دیں۔ تو آپؓ نے دونوں کو حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ آپؓ نے حال سن کر سمجھ لیا کہ دونوں نے اُس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تو آپؓ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اُس کو تم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے نہ دینا۔ اُس نے کہا بیشک۔ آپؓ نے کہا تیرا ساتھی ہمارے پاس ہے۔ تو تُو اپنے ساتھی کو لے کر آ تاکہ تم دونوں کو وہ مال دے دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہاں آپؓ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پایا جو کہ ایک گہرے گڑھے میں گر گئے تھے جو اس لئے کھودا گیا تھا کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ اور ایک شخص کو وہ دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ گرتے ہوئے دوسرے سے لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی نیچے گر گئے۔ پھر شیر نے مجروح کر دیا اور اُن زخموں سے سب مر گئے پھر اُن کے وارث آپس میں جھگڑنے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو جاتی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اگر تم اُس پر راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ رہے گا ورنہ میں تم میں ایک دوسرے سے روکوں گا تاآنکہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ اُس قبائل سے جنہوں نے یہ گڑھا کھودا تھا جمع کر کے ایک چوتھائی دیت

اور ایک تہائی دیت اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے گرنے والے کی دیت چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے سے اوپر دو (تین) لوگوں کو ہلاک کیا اس لئے جو گرنے والے کی دیت ایک تہائی ہوگی، اس لئے کہ اس نے بعد والے دونوں افراد کو ہلاک کیا اور تیسرے شخص کی دیت نصف ہوگی کیونکہ اس نے اگلے چوتھے شخص کو ہلاک کیا اور سب سے آخر میں گرنے والے شخص کی دیت پوری ہوگی۔ انہوں نے اس پر رضی ہونے سے انکار کر دیا، پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے مقام ابراہیم کے قریب ملے اور سب قصہ آپ ﷺ کو سنایا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اور گھٹنوں کے گرد چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ [اس زمانے میں فیصلہ کرنے والی تحصیت مقدمہ کے دوران چادر کو کمر سے گزار کر گھٹنوں کے گرد لپیٹ لیتے تھے] پھر ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت علیؓ نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ ﷺ کو سنائی تو آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔

اور حارث سے مروی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس ایک عورت کو لایا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! اس نے مجھ سے اپنا عیب چھپایا اور یہ مجنونہ ہے تو حضرت علیؓ نے اس پر نیچے سے اوپر تک نظر ڈالی، اور اس کو درست قرار دیا۔ اور عورت خوبصورت تھی تو آپؓ نے اس سے فرمایا کہ تیرے بارے میں یہ کیا کہتا ہے عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم امیر المومنین! مجھے کوئی جنون نہیں ہے لیکن میرا حال یہ ہے کہ جب وہ وقت آیا تو مجھ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ تو حضرت علیؓ نے کہا کہ تجھ

پر افسوس ہے اس کو لے جا اور اس کے ساتھ نیک برتاؤ کر۔ تو ایسی عورت کا اہل نہیں ہے

حضرت زید بن ارقم سے مروی ہے: کہ یمن میں حضرت علیؓ کے پاس تین آدمی لائے گئے جنہوں نے ایک باندی سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا، جس کے بعد اس سے ایک لڑکا جنا۔ یہ سب اس کے دعویدار تھے۔ حضرت علیؓ نے ان میں سے ایک سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ پھر دوسرے سے کہا کہ تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس لڑکے کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دوسرے کے مخالف شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ آپڑے گا اس پر دو تہائی قیمت بطور تاوان ڈالوں گا اور بچہ اس کے سپرد کر دوں گا تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں میرے خیال میں اور کوئی صورت نہیں آئی سوائے اس کے جو علیؓ نے بیان کی ہے۔

حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی اپنے والد سے راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک مقدمہ پیش کیا گیا جس کا فیصلہ حضرت علیؓ نے کیا تھا تو نبی ﷺ نے اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ پھر کتنی ہی مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سفیر بن کر حضور نبی کریم ﷺ کی برکات کی شعاعوں کا جلوہ گاہ بنے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

حق میں آپ ﷺ کے کھلے ہوئے معجزات نے بہت مرتبہ ظہور کیا ہے اور فیض الٰہی نے حضرت علیؑ کو آپ کی تربیت میں لگایا یہاں تک کہ آپ کے مقامات ظاہرہ ساحقہ قوت سے فعل میں آگیا۔

جب کہ آپؐ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپؑ نے گذارش کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیجتے ہیں جو بڑی عمر والے (تجربہ کار) ہیں اور میں ایک جوان (ناتجربہ کار) ہوں میں فیصلوں کا طریقہ نہیں جانتا، حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ یہ سنکر آپ ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیشک اللہ تجھے سیدھی راہ پر چلائے گا اور تیری زبان کو مضبوط بنائے گا۔ حدیث روایت کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد مجھ پر کسی بھی عدالتی فیصلے میں مشکل نہیں ہوئی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کسی بھی عدالتی فیصلے میں مجھے شک نہیں ہوا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ میں اس کے بعد پھر ہمیشہ قاضی رہا۔

۱۔ حفظ قرآن کے لیے خصوصی عمل اور دعا کی تلقین:

حفظ قرآن عظیم کے بارے میں ترمذی کی روایت میں ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے آپؑ کو ایک خاص) نماز نفل تعلیم فرمائی۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اسی دوران میں حضرت علیؑ بن ابی طالب آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یہ قرآن تو میرے سینہ سے باہر نکل جاتا ہے میں بھول جاتا ہوں۔ میں اپنے میں اس پر قادر ہونے کی قوت نہیں پاتا تو آن سے رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ سے ہوا حسنؑ کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھادوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے اور اس کو بھی نفع پہنچے جس کو تم ان کی تعلیم دو گے اور جو کچھ تم سیکھو اس کو تمہارے سینہ میں قائم کردے گا۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا جب جمعہ کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم ایک تہائی رات پر (جب باقی رہے) ٹھہو کیونکہ وہ ساعت مشہودہ ہے (جس میں ملائکہ زمین پر اترتے ہیں) اور اگر نہ ہو سکے تو دن شب میں ہی کھڑے ہو جاؤ تو چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ (الحمد) اور سورہ یٰسین پڑھو اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور حٰمٓ الدخان پڑھو، اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور الٓمٓ تنزیل السجدہ، اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تبارک جو مفصل میں ہے پڑھو۔ پھر جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد پڑھو اور اللہ کی ثناء احسان کے ساتھ کرو اور مجھ پر درود پڑھو اور احسان پر عمل کرو (یعنی حضور قلب کے ساتھ) اور تمام نبیوں پر درود پڑھو اور استغفار کرو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لیے اور اپنے ان بھائیوں کے لیے جو ایمان لانے میں تم پر سبقت لے گئے۔ پھر اس کے آخر میں کہو

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا	اے اللہ تجھ پر رحمت فرما جس سے ہمیشہ
اَبْقَيْتَنِيْ وَارْحَمْنِيْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا تُعِيْنُنِيْ	معاصی سے بچا رہوں جب تک آپ مجھے
وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا تُرْضِيْكَ	زندہ رکھیں اور اے اللہ مجھ پر رحمت فرما
عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	کہ جس سے میں ایسی چیز کے پیچھے تکلیف

ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَاتُرَامُ
أَسْأَلُكَ يَااللّٰهُ يَارَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ
وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ قَلْبِي بِحِفْظِ كِتَابِكَ كَمَا
عَلَّمْتَنِي وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ
الَّذِي تُرْضِيكَ عَنِّي اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَاتُرَامُ أَسْأَلُكَ يَااللّٰهُ يَا
رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ
بِكِتَابِكَ بَصَرِي وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي
وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ
صَدْرِي وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا
يُعِيْنُنِي عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيْهِ إِلَّا أَنْتَ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اٹھانے سے بچوں جو مجھے فائدہ مند نہ ہو اور اس چیز کی طرف اچھی رغبت مجھے عطا فرمادیجئے جو آپ کو مجھ سے راضی کردے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا میں آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمن آپ کے جلال اور آپ کے نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب کے حفظ کو میرے قلب کے ساتھ لازم کردیجئے جیسا کہ آپ نے مجھے سکھایا اور مجھے یہ قوت بخش دیجئے کہ میں اس کی تلاوت اس طور پر کروں جو آپ کو مجھ سے راضی کرے۔ اے اللہ اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا میں

آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمن آپ کے جلال اور آپ کے نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو منور کردے اور میری زبان کو اس پر گویا کردے اور یہ کہ اس کے ذریعہ سے میرا سینہ کھول دے اور اس کے ذریعہ سے (گناہوں کی آلائش سے) میرے بدن کو دھودے کیونکہ بلاشبہ میری حق پر کوئی مدد کرنے والا نہیں آپ کے سوا اور مجھے حق کوئی نہ دے گا سوائے آپ کے اور نہ کوئی لوٹنے کی جگہ ہے، اور نہ قوت (ہے) سوائے اللہ بلند مرتبہ صاحب عظمت کی بارگاہ

پھر فرمایا اے ابوالحسن یہ تیں یا پانچ یا سات بار تک (پڑھنا) اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقبول ہو جاؤ گے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے اس سے کسی مؤمن کو کبھی ناکامی نہ ہوگی۔

حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ حضرت علیؓ کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ پانچ یا سات صبح کے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کی مجلس میں آئے اور کہا یا رسول اللہ میرا حال پہلے یہ تھا کہ میں چار آیات یاد کرتا تھا پھر جب ان کو میں اپنے دل میں پڑھتا تھا تو وہ میرے دہن سے نکل چکی ہوتی تھیں اور اب میں روزانہ چالیس آیات یا ان کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں ان کو ذہراتا ہوں تو گویا اللہ کی کتاب میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں پہلے حدیث سنتا تھا تو جب میں اس کو ذہراتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھی اور اب میں بہت سی احادیث کو سنتا ہوں تو جب ان کو بیان کرتا ہوں تو ان میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم بوالحسن (حضرت علی) کو کامل یقین ہو گیا ہے (تاثیر عمل کا)۔

اور حفظ سنت کے بارے میں آپ ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنے والے کان بنا دے۔ اور محبوب چشم ان شفاء کے لئے آپ ﷺ نے دعا کی، حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا میری آنکھیں کبھی دوبارہ نہیں دکھی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اسی طرح ان کے حق میں آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گرمی اور سردی کو دور کر دیجیے۔ اس دعاء کے بعد حضرت علیؓ سردی کے موسم میں گرمی کا اور گرمی کے موسم میں سردی کا لباس پہن لیا کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے ان کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی تھی۔

اور ایک مرتبہ حضرت علیؓ بیمار تھے اس کی شفا کے لئے آپ ﷺ نے دعاء فرمائی تو فوراً تندرست ہو گئے۔ اور جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح کیا تو آپ ﷺ نے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت کرے۔ حضرت انسؓ کا قول ہے "اللہ کی قسم حق تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت پاکیزہ نفوس پیدا کئے"۔

۱۲۔ آفتاب کا دوبارہ لوٹ آنا:

اور جب حضرت علی مرتضیٰ کی نماز عصر فوت ہو گئی تو آپ ﷺ نے دعا کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ (بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا۔ اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن براہیم کردی مدنی کے سامنے پڑھی گئی اور میں ان کے مکان پر جو طاہریہ محلہ میں واقع ہے ۱۱۴۳ھ میں سن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو میرے والد شیخ ابراہیم بن حسن عجیمی نے خبر دی، کہا کہ ہم کو ہمارے شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے خبر دی وہ روایت کرتے ہیں شمس الدین رملی سے وہ شیخ زین الدین زکریا سے، وہ اعز الدین عبدالرحیم بن فرات سے، وہ ابو الثناء محمود بن خلیفہ منبجی سے، وہ حافظ شرف الدین عبدالمومن خلف الدمیاطی سے، وہ ابو الحسن علی بن الحسین بن الصیرفی البغدادی سے، وہ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر السلامی البغدادی سے، وہ شیخ خطیب ابو طاہر محمد بن احمد بن ابی النصر الانباری سے ۴۷۳ھ میں، وہ اپنی والد شیخ ابو البرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن نظیف بن عبد اللہ القراء

کے سامنے مصر میں ۴۲۹ھ میں انہوں نے روایت کی اپنے سماع کی ابو محمد حسن بن ثقیف العسکری سے، کہا کہ ہم سے روایت کی بوبشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی نے، کہا کہ مجھ سے اسحٰق بن یونس نے روایت کی، کہا کہ ہم سے سوید بن سعید نے روایت کی، ان سے مطلب بن زیاد نے، ان سے ابراہیم بن حسن نے، ان سے عبداللہ بن الحسن نے، ان سے فاطمہ بنت حسین نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اے علی کیا تم نے فرض نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علی آپ کے کام میں اور آپ کے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو لوٹا دیا، تو انہوں نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔

دوسری سند: اس حدیث کی قرات کی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر کے سامنے در میں سن رہا تھا۔ انہوں نے روایت کیا اپنے باپ شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے احمد بن محمد مدنی سے جو قشاشی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے شمس محمد بن احمد بن حمزۃ برلسی سے۔ ان کو اجازت ملی شیخ زین الدین زکریا سے، ان کو ابن الفرات سے، ان کو عمر بن الحسن مراغی سے ان کو فخر ابن البخاری سے ان کو ابو جعفر صدلانی سے انہوں نے فاطمہ بنت عبداللہ جوزوانیہ سے روایت کی، انہوں نے ابو بکر محمد بن عبداللہ اصبہانی سے، انہوں نے حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی سے طبرانی

بیر میں، انہوں نے ہیثم سے روایت کی جعفر بن محمد بن سنان الواسطی نے، کہا ہم سے روایت کی علی بن المدینی نے، کہا ہم سے روایت کی محمد بن فضیل نے، کہا ہم سے روایت کی فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن الحسن سے، انہوں نے فاطمہ بنت الحسین بن علی سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی آتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوشی کے قریب ہو جاتے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایک بار وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر علیؓ کی گود میں تھا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور ان سے کہا کہ اے علی کیا تو نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے سورج کو لوٹا دیا یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ اسماءؓ نے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا غائب ہو چکنے کے بعد جب کہ وہ لوٹایا گیا اور حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھی۔

حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "کشف الملتبس فی حدیث رد الشمس" میں کہا ہے کہ حدیث رد شمس کو معجزے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شمار کو امام ابو جعفر طحاوی، غیرہ نے صحیح کہا ہے اور قاضی ابو الفرج ابن الجوزی نے ریاکاری کی ہے کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اور ان کے شاگرد محدث ابو عبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے اپنی کتاب "مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس" میں کہا ہے جاننا چاہئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں اسماء بنت عمیس سے دو سندوں کے ساتھ کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں

ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ان کو قاضی عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن سید الناس نے "بشری اللبیب" میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب "الزہر الباسم" میں نقل کیا ہے۔ اور اس کو صحیح کہا ہے اسی طرح ابو الفتح ازدی نے روایت کی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ جبکہ ابو زرعہ بن العراقی اور ہمارے شیخ حافظ جلال الدین سیوطی نے "الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ" میں اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حافظ احمد بن صالح نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ اب اس کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، ایسے شخص کے لئے جو اہل علم کی راہ پر چلتا ہو اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ حضرت اسماءؓ کی حدیث سے اختلاف کرے کیونکہ وہ بہت بڑی علامات نبوت میں سے ایک ہے۔

اور کئی حفاظ حدیث نے ابن الجوزی کے اس حدیث کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دینے پر اعتراضات کئے ہیں۔ میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ اس روایت کو امام طحاوی نے کتاب مشکل الآثار میں دو سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے، ان میں سے ایک روایت فضیل بن مرزوق کی ہے ابراہیم بن الحسن سے اور وہ فاطمہ بنت الحسین سے روایت کرتے ہیں جس طرح ہم اسی کی ہم معنی روایت لکھ چکے ہیں دوسری وہ ہے جسے ہم سے علی بن عبد الرحمن ابن محمد بن المغیرہ نے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے احمد بن صالح نے روایت کی، ابن ابی فدیک نے کہا کہ ہم سے روایت کی، موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی والدہ ام جعفر سے انہوں نے اسماءؓ بنت عمیس سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز صہباء کے مقام پر پڑھی

(صہباء خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے) پھر حضرت علیؓ کو کسی کام کے لئے بھیجا وہ لوٹ کر آئے تو نبی ﷺ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ نبی ﷺ نے اپنا سر حضرت علیؓ کی گود میں رکھ لیا۔ تو حضرت علیؓ نے ان کو حرکت نہ دی حتیٰ کہ دھوپ غائب ہو گئی تو نبی ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ آپ کے بندے علی نے اپنے نفس کو آپ کے نبی پر روکے رکھا تو اس کے اوپر سورج کی روشنی لوٹا دیجئے۔ حضرت اسماءؓ نے کہا کہ پھر دھوپ نکل آئی یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑی۔ پھر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج غائب ہو گیا اور یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا۔

امام طحاوی کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ مدنی فطری کے نام سے مشہور ہیں روایت کرنے میں مقبول ہیں اور عون بن محمد سے مراد عون بن محمد بن علی بن ابی طالب ہیں اور ان کی والدہ ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب ہیں پھر امام طحاوی نے موازنہ کیا اس حدیث کا اس حدیث سے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً چند طرق سے مروی ہے کہ سوائے حضرت یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ اور اس کا جواب دیا کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو سورج کو ڈوبنے سے روک دیا گیا ہو جبکہ اس روایت میں ڈوبنے کے بعد اس کا لوٹایا جانا آیا ہے اس کا پھر رد کیا ایک حدیث سے جس کے الفاظ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس (آفتاب) کو روک دیا اس کے یعنی حضرت یوشع کے اوپر۔ حاصل کلام طحاوی ختم ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا علم اور اُنکے پُر حکمت ملفوظات:۔

اور حضرت علی کی حکمت اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء بھلا کیسے ممکن ہے، جبکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"۔ [یہ روایت امام ابو عیسیٰ ترمذی نے اسماعیل بن موسیٰ سے انہوں نے محمد بن عمر بن الرومی سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے سوید بن غفلۃ سے انہوں نے الصنابحی سے انہوں نے حضرت علی سے اور حضرت علی نے نبی کریم ﷺ سے۔ ترمذی ۵/۱۲۷، ایک اقتباس، باب ۲۱۔۳۷۲۳] لیکن کچھ تھوڑا سا حصہ زیر قلم لاتے ہیں۔

ابو بکر نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا کہ چند کلمات ایسے ہیں اگر ان تلاش کرنے کے لیے تم اپنی سواریوں پر سفر کرو تو اُنکے مغز گھلا دو گے مگر تمہیں ان کے جیسے حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی۔

۱۔ بندے کو اپنے رب کے سوا کسی سے اُمید نہ باندھنی چاہئے اور اور اپنے گناہ کے سوا کسی شئے سے نہیں ڈرنا چاہئے۔

۲۔ جو شخص نہیں جانتا وہ سیکھنے سے حیا نہ کرے۔ اور جس شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ نہ جانتا ہو تو اللہ اعلم (اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے) کہنے سے شرم نہ کرے۔

۳۔ اور جان لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا سر کا مرتبہ جسم کے مقابلہ میں تو جب سر جائے گا تو جسم بھی جاتا رہے گا اسی طرح جب صبر جائے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔

۴۔ حضرت زید بن حارث سے مروی ہے وہ بنو عامر کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں: کہ حضرت علی نے فرمایا کہ مجھے تم پر دو برائیوں کا اندیشہ ہے طول امل (اُمید کا طومار) اور نفسانی خواہش کے اتباع کا۔ فرمایا کہ طول امل آخرت کو بھلا دیتا ہے اور بلاشبہ خواہش نفس کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا (کا یہ حال ہے کہ وہ) پیٹھ پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آتی جا رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی اولاد ہے تو تم کو چاہئے کہ آخرت کی اولاد ہو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا۔

۵۔ حضرت حسن سے مروی ہے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا کہ اس بندے کے لیے خوش حالی ہے جو گمنام ہو اس نے لوگوں کو پہچانا اور لوگوں نے اُسے نہ پہچانا اور اللہ نے اس کو پہچانا کہ وہ اس کی رضا جوئی میں ہے۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اور ہر اندھیرا فتنہ ان کی برکت سے دور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے وہ راز کو فاش کرنے والے بیٹ کے ملکے نہیں ہوتے۔ اور نہ جلد باز (آگے چلنے والے) ریاکاری کرنے والے ہوتے ہیں۔

۶۔ حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہتے ہیں: کہ حضرت علی بن ابی طالب جب کوئی جنگی مہم بھیجتے اور تو اس پر کسی شخص کو امیر بناتے تو اس کو نصیحت

کرتے اور فرماتے کہ میں تجھ کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ تجھے اس سے صبر و تحمل ہوگا۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی تیرا منتہی نہ ہوگا۔ وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ ایسی چیز کو اختیار کرے جو تجھے اللہ سے قریب کرے کیونکہ اس چیز میں جو اللہ کے پاس ہے بدلہ ہے دنیا (میں کئے ہوئے اعمال) کا۔

۷۔ حضرت زید بن وہب سے مروی ہے: کہ بعض نے حضرت علیؓ پر ان کے لباس کے بارے میں نکتہ چینی کی، تو آپ نے فرمایا کہ مومن مقتدی ہوتا ہے اس حال میں کہ اس کے دل میں خشوع اور عاجزی ہے (لباس سے مقتدی نہیں بنتا بلکہ دل کی عاجزی سے بنتا ہے)۔

۸۔ حضرت عمرو بن کثیر حنفی سے مروی ہے: وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ غصہ کو ضبط کرو اور ہنسنا کم کرو۔ اس سے قلوب نہیں بگڑتے۔

۹۔ حارث حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا کہ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اس کی مثال ترنج کی سی ہے، خوش بودار بھی اور خوش مزہ بھی اور جس نے نہ تو ایمان کو جمع کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا۔ اس کی مثال اندرائن کی سی ہے بدبودار اور بدمزہ۔

۱۰۔ محمد بن عمرو بن علی سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ اے ابو الحسن کیا بات ہے کہ آپ قبرستان کے مجاور ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ میں ان کو صادق پڑوسی پاتا ہوں برائی سے روکتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔

ان تمام احادیث کو حضرت ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

حضرت علیؓ کے وہ کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں:

صواعق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جو ارشادات نقل کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا

لوگ سوئے ہوئے ہیں، جب مرتے ہیں تو جاگتے ہیں۔

۲۔ الناس بزمانھم اشبھ منھم بآبائھم

لوگ اپنے زمانہ میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔

۳۔ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا

اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا

۴۔ ما ھلک امرء عرف قدرہ

جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا وہ شخص ہلاک نہیں ہوگا۔

۵۔قیمة کل امرئ ما یحسنه

آدمی اپنی اچھی قیمت خود بناتا ہے۔

۶۔من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

۷۔المرء مخبوء تحت لسانه

آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔

۸۔من عذب لسانه کثر اخوانه

جس کی زبان شیریں ہوگی اس کے دوست بہت ہوں گے۔

۹۔من البلاء یستعبد الحر

نیکی سے آگ کو بھی غلام بنالیا جاتا ہے۔

۱۰۔بشر مال البخیل بحادث او وارث

بخیل کے مال کو کسی حادثہ کی یا کسی وارث کی بشارت دے دو۔

۱۱۔لا تنظر الذی قال وانظر الی ما قال

یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔

۱۲۔الجزع عند البلاء تمام المحنة

مصیبت کے وقت گھبرا جانا مصیبت (کو بڑھا کر) مکمل کر دیتا ہے۔

۱۳۔لا ظفر مع البغی

بغاوت کے ساتھ فتح مندی، فتح مندی نہیں ہے۔

۱۴۔لا ثناء مع الکبر

ثناء تکبر کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔

۱۵۔لا صحة مع التهم والتخم

(کھانے کی) بڑھی ہوئی حرص اور بدہضمیوں کے ہوتے ہوئے صحت کی کوئی حیثیت نہیں

۱۶۔لا شرف مع سوء الادب

شرافت بدتمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔

۱۷۔لا راحة مع الحسد

حسد کے ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔

۱۸۔لا سودد مع الانتقام

انتقام کے جذبے کے ساتھ سرداری جمع نہیں ہو سکتی۔

۱۹۔لا صواب مع ترک المشورة

مشورہ چھوڑ کر درستگی نہیں ہوتی۔

۲۰۔لا مروة للکذوب

بہت جھوٹ بولنے والے کی مروت نہیں کی جانی چاہئے

۲۱۔ولا مکرم اعز من التقوی

کوئی بزرگی تقوے سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔

۲۲۔لا شفیع انجح من التوبه

توبہ سے زیادہ نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔

۲۳۔ لا لباس اجمل من العافیہ

عافیت سے زیادہ خوبصورت کوئی لباس نہیں۔

۲۴۔ لا داء اعیی من الجہل

بیکار کر دینے والے جہل سے بڑا کوئی مرض نہیں۔

۲۵۔ رحم اللہ امرءً قد عرف قدرہ ولم یتعدّ طورہ

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحمت کرتا ہے جو اپنے مرتبہ کو پہچانے اور اپنی وضع سے آگے نہ بڑھے۔

۲۶۔ اعادۃ الاعتذار تذکر من الذنب

معذرت کو بار بار لوٹانا گناہ (قصور) کو یاد دلاتا ہے۔

۲۷۔ النصح بین املاء تفریع

بھرے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو رسوا کرنا ہے۔

۲۸۔ نعمۃ الجاہل کروضۃ علی مذبلۃ

جاہل کی نعمت کوڑے پر پھلواری جیسی ہے۔

۲۹۔ الجزع اتعب من الصبر

گھبراہٹ صبر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔

۳۰۔ اکبر الاعداء اخفاھم مکیدۃً

سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکر سب سے زیادہ چھپا ہوا ہو۔

۳۱۔ الحکمۃ ضالۃ المؤمن

حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔

۳۲۔ البخل جامع لمساوی العیوب

بخل تمام عیبوں والی برائیوں کا جامع ہے۔

۳۳۔ اذا حلت المقادیر ضلت التدابیر

جب قدرت کے فیصلے واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں۔

۳۴۔ عبد الشہوۃ ارق من عبد الرق

شہوات کا غلام لوگوں کے غلام سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

۳۵۔ الحاسد مختاط علی من لا ذنب لہ

حاسد اس شخص سے غصے اور جلن میں مبتلا رہتا ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

۳۶۔ کفی بالذنب شفیعاً للمذنب

گنہگار کی سفارش کے لئے گناہ کافی ہے۔

۳۷۔ السعید من وعظ بغیرہ

نیک بخت وہ ہے جو دوسرے کے حال سے عبرت حاصل کرے۔

۳۸۔ الاحسان یقطع اللسان

احسان (بدگمانی کرنے والے کی) زبان کاٹ دیتا ہے۔

۳۹۔ افقر الفقر الحمق

سب سے بڑی محتاجی "حماقت" ہے۔

۴۰۔ ...مع فی ...ق الدین

...گی، ...ت کی جڑ میں ہوتا ہے۔

۴۱۔ ...العجب ...ھلک العجب ...

یہ تعجب کی بات نہیں کہ مرنے والا کیسے مر گیا، تعجب کی بات یہ ہے کہ بچنے والا کیسے بچا۔

۴۲۔ کثر مصارع العقول تحت بروق الاطماع

عقلوں کی تباہی کے کثر مقامات، لالچوں کی چمک کے نیچے ہوتے ہیں۔

۴۳۔ اذا وصلت الیکم النعم فلا تنفروا قصاها بقلة الشکر

جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت ابھی دور ہے اس کو شکر میں کمی کر کے نہ بھگاؤ۔

۴۴۔ اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو عنه شکر القدرة علیه

جب تم اپنے دشمن پر قادر ہو جاؤ تو اس پر قادر ہو جانے کا شکر اس کو معاف کر دینے کی صورت میں ادا کرو۔

۴۵۔ ما ضمر احد شیئاً الا ظهر فی فلتات لسانه وعلی صفحات وجهه

کسی نے اپنے دل میں کوئی بات نہیں چھپائی مگر وہ اس کی زبان سے اچانک نکلنے والے کلمات اور اس کے چہرے کے صفحات پر ظاہر ہو کر رہتی ہے۔

۴۶۔ البخیل یستعجل الفقر ویعیش فی الدنیا عیش الفقراء ویحاسب فی الآخرة حساب الاغنیاء

بخیل اپنی عجلت کے ساتھ تنگدستی کو بلا لیتا ہے، وہ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں اس سے ایسا حساب ہوگا جیسا مالداروں سے لیا جائے گا۔

۴۷۔ لسان العاقل وراء قلبه وقلب الاحمق وراء لسانه

عقل مند کی زبان اس کے قلب کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔

۴۸۔ ...ضع الوضیع والجهل یضع الرفیع

علم کمزور شخص کو اوپر اٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ شخص کو نیچے گرا دیتا ہے۔

۴۹۔ العلم خیر من المال

علم مال سے بہتر ہے۔

۵۰۔ العلم یحرسک وانت تحرس المال

علم تیری پہرہ داری کرتا ہے اور تو مال کی پہرہ داری کرتا ہے۔

۵۱۔ العلم حاکم والمال محکوم

علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔

۵۲۔ فهم ظاهری عالم متنهک وجاهل متنسک فلا یغرنک ...اس یتنسک وهذا یفسد الناس بتنسکه

میرا دل کڑھتا ہے (یعنی مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے) ایسے عالم سے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو اور ایسے جاہل سے جو طریق زہد پر چلتا ہو۔ یہ (عالم) فتوے دے گا

اور اپنے ناجائز عمل سے لوگوں کو (شریعت پر عمل کرنے سے) گریزاں کرے گا۔ اور یہ (جاہل) لوگوں کو اپنے طریق زہد سے گمراہ کرے گا۔

۵۳۔ قل الناس قیمۃ فلھم علماً وقیمۃ کل امرء یحسنہ

سب سے زیادہ کم قیمت وہ لوگ ہیں جو اُن میں سب سے زیادہ کم علم ہیں کیونکہ ہر شخص کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ بہتر کرتا ہے۔

حضرت علیؓ کی کرامات

حضرت علیؓ کی وہ کرامات جسے صاحب الریاض نے اصبغ سے روایت کیا (کرامت کسی ایسے خلاف عقل کام کو کہتے ہیں جو کسی غیر نبی سے ثابت ہو اگر اس کا ظہور کسی نبی سے ہوا ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں) تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت حسینؓ کی شہادت گاہ کی پیشین گوئی:

وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جب وہ اس جگہ سے گذرے جو حضرت حسینؓ کی قبر والی جگہ تھی جہاں اُن کی قبر بننا تھی تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہاں اُن کی سواریوں کے ٹھکانے ہونگے۔ اور یہاں اُن کا خون بہے گا۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جوان ہوں گے جو اس میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ پھر اُن پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

۲۔ دیوار نہیں گری:

حضرت جعفر بن محمد سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے دو شخص جن میں جھگڑا تھا پیش کئے گئے تو آپ ایک دیوار کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین دیوار گرنے والی ہے، تو حضرت علیؓ نے اُس سے فرمایا کہ تو (اپنا بیان سنائے جا) اللہ ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اٹھ گئے اس کے بعد دیوار گر پڑی۔

۳۔ ایک اُونٹ کی حضرت علیؓ کے رُوبرُو عاجزی:

حضرت حارث سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ صفین میں تھا تو میں نے اہل شام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ آیا اس وقت اس کے اوپر اس کا سوار اور اس کا سامان بھی تھا تو اونٹ نے جو کچھ اس کے اوپر تھا گرا دیا اور صفوں کے درمیان گھستا چلا گیا یہاں تک کہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر رکا اور اپنے لب کو حضرت علیؓ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ کر اُن کو اپنی گردن کے نیچے کے حصہ سے ہلانے لگا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ واللہ یہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کی ایک علامت ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس دن لوگوں نے بہت کوشش کی اور دونوں فوجوں کے مابین شدید جنگ ہوئی۔ اس روایت میں صراحت نہیں ہے کہ یہ اس بات کی علامت تھی یا اس امر کی نشانی تھی کہ

حضرت علیؓ [illegible] حضرت علیؓ کی شہادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ [illegible]

۴۔ حضرت علیؓ کی بددعا کا نتیجہ:

علی بن زید سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک حدیث بیان کی تو ان کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو میں تیرے خلاف بددعا کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ہاں ضرور کرو۔ تو آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو وہ دوسرے نہ پایا کہ اس کی بینائی جاتی رہی۔

۵۔ ان دیکھے ہاتھوں کے ذریعے آٹا کی پسوائی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلانے کے لیے مجھے بھیجا۔ میں ان کے گھر پہنچا اور ان کو آواز دی تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا میں نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر [illegible] آواز دو وہ گھر پر ہی موجود ہیں۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں دوبارہ گیا اور میں نے انہیں آواز دی تو مجھے چکی پیسنے کی آواز سنائی دینے لگی میں نے غور سے سنا تو پایا کہ واقعی چکی سے آٹا پیسا جا رہا تھا اور اس کے قریب کوئی نہ تھا پھر میں نے آواز دی تو حضرت علیؓ جلدی سے باہر نکل آئے میں نے ان سے کہا کہ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ تو وہ چلے آئے۔ پھر میں برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ میں ایک عجیب بات سے حیرت میں ہوں۔ میں نے ایک

چکی دیکھی جو حضرت علیؓ کے مکان میں آٹا پیس رہی تھی۔ اور اس کے پاس کوئی اس کو گھمانے والا نہیں تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذرؓ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد پر مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

۶۔ حضرت علیؓ کی اپنی قتل کے بارے میں پیشین گوئی:

فضالہ بن ابی فضالہؓ سے مروی ہے: کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت علیؓ کی عیادت کے لیے ینبع کے لئے روانہ ہوا اور وہ بیمار تھے میرے والد نے ان سے کہا کہ ایسے دور دراز مقام میں آپؓ نے کیوں قیام کر رکھا ہے۔ اگر آپؓ کا یہاں انتقال ہو گیا تو یہاں آپؓ (کی تکفین و تدفین وغیرہ) کا ذمہ دار کوئی نہ ہو گا سوائے ان اعراب یعنی ہو جہینہ کے دیہاتیوں کے۔ لہذا آپؓ مدینہ منورہ کی طرف چلئے کہ اگر آپؓ پر وقت مقدر آ جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ آپؓ کے کام کے والی بنیں اور وہ آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں۔ اس روایت کے راوی ابوفضالہ اہل بدر میں سے تھے۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں اس بیماری سے مرنے والا نہیں ہوں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا تا آنکہ مجھ پر حملہ کیا جائے پھر یہ یعنی ان کی ڈاڑھی اور ان کے سر کو ان کے خون سے نہ رنگا جائے۔ حضرت ابوفضالہؓ اور ان کے ساتھی جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

۷۔ ابن ملجم اور حضرت علیؓ:

ابو عمرؒ نے عبیدہؒ سے روایت کی وہ کہتے ہیں: کہ حضرت علیؓ جب ابن ملجم کو دیکھتے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے

أريد حياته ويريد قتلي عذيرك من خليلك من مراد

"یعنی میں اُس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے قبیلہ مراد سے کسی اپنے دوست کو جو تیری طرف سے مدد کرے۔ لے آ"

اور حضرت علیؓ اکثر یہ کہا کرتے اُمت کے سب سے بڑے بدبخت کو کس بات نے روک رکھا ہے یا یہ کہ وہ اس اُمت کا سب سے بڑا بدبخت شخص کس بات کا انتظار کر رہا ہے کہ وہ انہیں اس کے خون سے رنگ دے۔ اور فرماتے کہ واللہ یہ (ان کی ڈاڑھی) اس (گردن) کے خون سے ضرور رنگی جائے گی۔ اور اپنی ڈاڑھی اور اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے یہ خضاب خون کا تھا نہ کہ عطر اور عنبر ملا ہوا۔

علوم دین کے احیاء میں اُن کا حصہ

اس کی تفصیل درج ذیل ہے

۱۔ جمع و ترتیب قرآن:

حضرت علیؓ نے قرآن پاک کو آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی جمع کر لیا اور اس کو ترتیب دے دیا تھا لیکن تقدیر اُس کے شائع ہونے کی معاون نہ ہوئی۔ ابو عمرؒ نے محمد بن کعبؒ القرظی سے روایت کی ہے، کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے رسول

اللہ ﷺ کی حیات میں قرآن جمع کر لیا تھا اُن میں مہاجرین میں سے حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور سالم مولی ابی حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ جو مہاجرین کے مولی تھے خود مہاجرین میں سے نہ تھے شامل تھے۔ اور پھر تابعین کی ایک جماعت نے اُن سے قرآن پاک کو روایت کیا ہے اور اُس جمع و ترتیب کی روایت اب تک باقی ہے۔ امام بغوی نے شرح السنہ میں لکھا ہے کہ مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند کو صحابہ تک پہنچایا ہے عبد اللہ بن کثیر اور نافع نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عبد اللہ بن عامرؒ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور عاصمؒ نے حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت زیدؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور حمزہؒ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی طرف سند پہنچائی ہے۔ اور اُن سب نے نبی اکرم ﷺ سے پڑھا ہے تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت ﷺ کی حیات میں یہ لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث اور بکثرین صحابہ میں سے ہیں خاص کی نظر میں آپ سے چھ سو کے قریب احادیث مرفوعہ احادیث کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں اور درحقیقت آپ کی مرفوعات ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہیں۔ اور اس بحث کو ہم حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب والے باب میں ذکر کر چکے ہیں، اس کا پھر مطالعہ کر لیا جائے۔

اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ ان سے پہلے اُن کی روایت کسی نے نہیں کی۔ اُس باب کے فاتح اول بھی وہی ہیں (جن کی تفصیل درج ذیل ہے)۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارکہ کا بیان:

آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارکہ کا بیان اور اوقات شب و روز کے مشاغل آنجناب علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق امام ترمذی نے کتاب شمائل میں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی روایت سے ایک حدیث طویل ذکر کی ہے اور بعض روایات ضعیفہ میں آیا ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ یہودی حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے ساتھی کی صفات بیان کرو۔ تو آپؓ نے کہا کہ اے جماعت یہود میں ان کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں اور میں ان کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اتنے قرب کے باوجود) آپ ﷺ کے اوصاف کو بیان کرنا مشکل بات ہے البتہ یہ حضرت علیؓ بن ابی طالب موجود ہیں ان سے پوچھو۔ تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے ابوالحسنؓ ہم سے اپنے چچا زاد کے اوصاف بیان کرو۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ دراز قد تھے مگر موزونیت کی حد سے گذر جانے والے نہ تھے اور نہ کوتاہ قد تھے کہ ایک عضو دوسرے میں داخل ہو آپ درمیانے قد سے کچھ بلند تھے سفید رنگت جو سرخی کی جھلک لئے ہوئے تھی۔ لہریئے دار بال جو گھونگریالے نہ تھے آپ ﷺ کے بال دونوں کانوں تک لٹکے ہوئے تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک خط، سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند بینی آپ کی گردن گویا چاندی کا مرقع تھی۔ آپ ﷺ کے کچھ بال تھے سینہ سے ناف تک (سیدھے خط

میں) گویا کہ وہ سیاہ مشک کی ایک شاخ ہیں، آپ ﷺ کے جسم میں یا آپ ﷺ کے سینہ میں ان کے سوا اور کوئی بال نہیں تھے اور آپ ﷺ کی ہتھیلی اور قدم پُر گوشت تھے اور جب آپ ﷺ چلتے تو قدم پوری قوت سے اٹھاتے (آگے کی طرف جھکاؤ کے ساتھ) اور جب کسی کی طرف التفات فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ التفات فرماتے اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند قامت معلوم ہوتے اور جب بیٹھتے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب بات کرتے تو لوگوں کو خاموش کرا دیتے اور جب خطبہ دیتے تو لوگوں کو رُلا دیتے اور لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمت کا برتاؤ کرتے، یتیم کے ساتھ شفیق باپ جیسے تھے اور بیوہ عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے اور سب سے زیادہ بخشنے والی ہتھیلی رکھتے تھے اور آپ ﷺ کا کھانا جو کی روٹی ہوتا تھا اور آپ ﷺ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ ﷺ کی چارپائی کیکر کی لکڑی کی تھی جو کھجور کے پٹوں سے بنی ہوئی رسی سے بنی ہوئی تھی اور آپ ﷺ کے پاس دو عمامے تھے ایک کو سحاب کہا جاتا تھا اور دوسرے کو عقاب۔ اور آپ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی اور آپ ﷺ کا جھنڈا عقاب اور آپ ﷺ کی اونٹنی عضباء اور آپ ﷺ کا خچر دلدل اور آپ ﷺ کا گدھا یعفور اور آپ ﷺ کا گھوڑا سکب اور آپ ﷺ کی بکری برکہ اور آپ ﷺ کی دائی مشوق تھی اور آپ ﷺ کا علم الحمد تھا۔ اور آپ ﷺ اونٹ کو خود باندھتے اور پانی پلانے والے

اونٹ کو خود گھاس کھلاتے اور کپڑے میں خود پیوند لگاتے اور اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے۔

۳۔ نماز صلوٰۃ المناجات (خصوصی دعا والی نماز):

اُن میں سے ایک نماز مناجات ہے جو کہ لذتِ مناجات کے حاصل کرنے میں نہایت مؤثر ہے اور جو شخص اس پر ہمیشہ عمل کرے گا اس کی نورانیت کو پائے گا اور جس نے اس کو چکھا نہیں وہ اس کو نہیں جان سکتا۔ کوفہ کے خوارزمی وغیرہ نے اعرج کی روایت سے روایت کیا جو عبید اللہ بن ابی رافعؓ سے اور وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت عبید اللہ بن ابی رافع حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ

میں نے اپنا منہ اس کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا میں سب سے کٹ کر اسی کا ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہے شک میری نماز میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے واسطے ہے سارے جہانوں کا جو پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم ہوا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں یا اللہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو ہی میرا رب ہے اور

لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ آمَنْتُ بِكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔

میں تیرا غلام ہوں میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا سو میرے سب گناہ بخش دے بے شک تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا اور مجھ سے دور کر دے بری خصلتیں کہ اس کو کوئی تیرے سوا دور نہیں کر سکتا میں تجھ پر ایمان لایا تو بڑی برکت والا ہے اور تو بلند ہے میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پھر جب آنحضور ﷺ رکوع کرتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ۔

یا اللہ میں نے رکوع کیا تیرے لیے اور تجھ پر ایمان لایا اور میں تیرا تابع ہوا تیرے لیے جھک گئے میرے کان اور میری آنکھ اور میرا گودا اور میرے ہڈی اور پٹھے۔

پھر جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِيْنَ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔

اے اللہ اے ہمارے رب تجھی کو تمام تعریف ہے آسمان اور زمین کے بھرا کے برابر اور جو اس کے بیچ میں ہے اور جتنی تو چاہے۔

پھر جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ

اللہ میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا اور تجھی پر

أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔

میں ایمان لایا اور تیرا ہی تابع ہوا میرے منہ نے سجدہ کیا اس ذات کے لیے جس نے اسے بنایا اور اس کی صورت گری کی اور اس کے کان اور آنکھیں کھولیں سو بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے سب اچھا۔

پھر تشہد اور سلام کے درمیان پڑھتے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔

اللہ اس گناہ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے میرے گناہوں میں سے بخش دے تو ہی ہے آگے کرنے والا اور موخر کرنے والا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ الترمذی ۲ ۱۹۴ اصافہ از نظر ثانی کنندہ)

۴۔ دن اور رات کے نوافل:

اُن میں سے اوقات یومیہ چاشت و صلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل ہیں جو کہ ایک نہایت فائدہ مند باب ہے۔ نسیں احمد بن حنبل نے عاصم بن ضمرہ سے روایت کیا ہے: کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی سے نبی ﷺ کے ان کے نوافل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ آپؓ ہمیں اس سے باخبر کر دیں تو ہم اس کے جس قدر حصہ پر ہو سکے گا عمل کریں گے۔ انہوں فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو مسجد میں ٹھہر

جاتے یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے مغرب کی جانب چل کر اتنا فاصلہ طے کر لیتا جس کی مقدار یہاں سے مغرب کی جانب نماز عصر کی مقدار کے برابر ہے تو آپ ﷺ اٹھتے اور چار رکعت پڑھتے یوں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے جب کہ سورج ڈھل چکا ہوتا۔ اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور چار رکعت عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں) کے درمیاں آپ ﷺ فاصلہ قائم کرتے تھے یہ ملائکہ مقربین اور انبیاء اور جو مومنین و مسلمین میں سے آپ ﷺ کا اتباع کرنے والے تھے ان سب پر سلام بھیجتے۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ سولہ رکعات ہیں۔ آپ ﷺ نے دن میں انہیں اپنا معمول عبادت بنا رکھا تھا۔ اور ایسے لوگ کم ہیں جو اس پر ہمیشگی اختیار کریں۔

۵۔ حضرت علیؓ کے فتاویٰ:

مسائل میں سے فتاویٰ اور بہت سے احکام خصوصاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں، مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں آپ سے نقل کئے ہیں اور ان کتابوں میں اُن کا بڑا حصہ مذکور ہے۔

۶۔ حضرت علیؓ کے توحید و صفات الٰہیہ کے بارے میں مباحث:

حضرت علیؓ توحید و صفات کے بحث میں بڑی مہارت رکھتے تھے اور وہ بحث ان کے خطبوں میں (وسعت کے ساتھ) پایا جاتا ہے اور صحابہ میں سے صرف وہی اس بیان کے ساتھ متفرد ہیں، گویا باب توحید و صفات میں کلام کے پتے

متکلم وہی ہیں اور وہ اس مقالات میں جو مستنبط ہیں، اصل اجمال سے کہ انبیاء کی سنت سنیہ ہے باہر نہیں گئے لیکن متاخرین نے بھی اس نہج پر دلائل و ترتیب مقدمات میں چلنا چاہا مگر وہ دائیں اور بائیں گر پڑے

۷۔ حضرت علیؓ اور تصوف و احسان:

تصوف کے بارے میں حضرت علیؓ ایک نہایت وسیع دریا تھے لیکن ایام خلافت میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں کی مشغولیت نے ان کو ان کی تفصیل سے روک دیا۔ حضرت جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اصول اور بنیاد میں ہمارے استاد اور شیخ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے خلفاء سابق ان میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔

۸۔ حضرت علیؓ بطور مشیر خلفائے سابقین:

پھر شیخین (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کے زمانوں میں مسائل دینیہ میں مشیر اور تدبیرات ملکیہ میں وزیر بھی وہی ہوتے تھے اور ان حضرات نے بھی ان کی تعظیم و توقیر میں بہت دور جا کر ان کے مناقب اور فضائل کو واضح کیا ہے۔ ان کے کلام میں سے ایک فصل ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ کی خلافت اور خلفائے راشدین کے بارے میں روایات پیشین گوئیاں:

جاننا چاہئے کہ جو کچھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد گذرا آخر عمر تک ان تمام واقعات کی آنحضرت ﷺ نے انہیں خبر دے دی تھی اور ان حوادث کی بنیادی باتوں سے انہیں مطلع فرما دیا تھا۔

(الف) خلافت راشدہ کی ترتیب وار پیشین گوئی:

غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آپ ﷺ نے ہم سے یہ بیان نہیں کر دیا کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت حضرت ابوبکرؓ کی ہوگی پھر حضرت عمرؓ کی پھر حضرت عثمانؓ کی اور پھر میری ہوگی مگر پھر مجھ پر اجماع نہ ہوگا اور یہ حدیث اگرچہ باعتبار ظاہر غریب دکھائی دیتی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کے خلفائے ثلاثہ (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ) کی خلافت کے متعلق ارشادات اور آپ ﷺ کی تصریحات جو پچاس سے زیادہ احادیث پر مشتمل ہے۔ اگر ان کو پیش نظر رکھا جائے تو مضمون اول (کہ میرے بعد خلافت فلاں فلاں کی ہوگی) کی غرابت نابود ہو جاتی ہے۔ پھر مضمون ثانی کہ مجھ پر اجماع نہ ہوگا اس کے شواہد کا ایک حصہ حضرت ذوالنورینؓ کے حالات میں ہم نے بیان کر دیا ہے اور ایک حصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔

(ب) حضرت علیؓ کی خلافت اور شہادت ہوگی:

امام احمد بن حنبل نے حضرت فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے روایت کی ہے: اور حضرت ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی مزاج پرسی کے لئے یمنع کا سفر کیا جو ایک مرض کی وجہ سے جو اُن کو لاحق ہو گیا تھا بیمار تھے ان سے میرے والد نے کہا کہ آپؓ کو کس بات نے اس مقام میں مقیم کر رکھا ہے اگر یہاں آپ کا وقت معین آگیا تو آپؓ کے کام (تکفین و تدفین وغیرہ کا) کا ذمہ دار سوائے بنو جہینہ کے اور قبیلوں کے کوئی نہ ہوگا۔ آپؓ کو مدینہ منورہ کے لیے سوار ہو جانا چاہئے۔ وہاں اگر آپ کا وقت آیا تو نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام آپؓ کے والی ہوں گے، اور سب آپؓ کی نماز (جنازہ) پڑھیں گے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے صراحت کر چکے ہیں کہ میں اُس وقت نہیں مروں گا جب تک کہ امیر نہ بنایا جاؤں پھر اس کو خضاب کیا جائے یعنی اُن کی ڈاڑھی کو اُن کے خون سے یعنی سر کے (خون سے) رنگا جائے گا چنانچہ حضرت علیؓ اسی طرح شہید کیے گئے اور حضرت ابو فضالہؓ حضرت علیؓ کی معیت میں جنگ صفین میں شہید کیے گئے۔

(ج) خلفائے راشدین کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ:

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کے بعد کس کو اپنا امیر بنائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ابو بکرؓ کو امیر بناؤ تو اُن کو ہدایت

کرنے والا، امین، دنیا سے کنارہ کش، آخرت کی طرف رغبت پاؤ گے۔ اور اگر حضرت عمرؓ کو امیر بناؤ تو اُن کو طاقت ور اور امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرنے والے۔ اور اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو اُن کو ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تم کو طریق مستقیم پر لے جائے گا۔

(د) حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر:

خصائص میں ہے کہ طبرانی اور ابو نعیم نے، حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا، اور یقیناً مقتول ہوگا اور یقیناً یہ رنگ کی جائے گی اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر (کے خون) سے۔ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہتے ہے کہ مجھ سے واضح طور پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اُمت میرے بعد مجھ سے غداری کرے گی۔

(ھ) حضرت علیؓ کے لیے جنت کے باغ اور دنیا میں مشکلات کی خبر:

حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تجھ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میرا دین سلامت رہے گا؟ فرمایا کہ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔

ابو یعلیٰ نے حاکم سے انہوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے: وہ کہتے ہیں کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے آیب راستہ پر چلے جا رہے تھے کہ ہمارا گذر ایک باغ پر سے ہوا میں نے کہا یا رسول اللہ یہ کتنا اچھا باغ ہے فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں اس سے بھی اچھا باغ ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں سے گذرے ہر باغ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کتنا اچھا باغ ہے اور آپ ﷺ فرماتے رہے کہ جنت میں تیرے لئے اس سے بھی اچھا باغ موجود ہے۔ پھر جب آپ ﷺ راستے پر چلنا ختم کر چکے تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور بہت روئے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اُن کا اظہار میرے بعد کریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا دین سلامت رہے گا؟ فرمایا کہ ہاں تیرا دین سلامت رہے گا۔

(د) خلافت کے اُمیدواروں میں اختلاف کی خبر:

احمد ابن حنبل نے ایاس بن عمرو اسلمی سے، انہوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ امارت کے اُمیدواروں میں اختلاف ہوگا اے علیؓ اگر تم سے ہو سکے کہ تم اس سے بچے رہو تو ایسا ضرور کر لینا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں جو متواتر ہیں اور متعدد سند سے روایت کی گئی ہیں آپ ﷺ نے بیان فرمایا ہے کہ امت حضرت علیؓ مرتضیٰ پر جمع نہ ہوگی۔

(ز) خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہونے کی خبر:

منجملہ اُن کے یہ حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔

اُن میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے بعد خلافت مرتفع ہو جائے گی۔ اور اُن میں سے ایک حصہ ہم پر ذکر کر چکے ہیں۔ اور خصائص میں ہے کہ بزار نے اور بیہقی نے اُس کو روایت کیا اور اس کو صحیح بھی کہا ہے کہ حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک ستون میرے سر کے نیچے سے نکالا گیا: میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا جا رہا ہے تو میں نے اپنی نظر اس کے پیچھے لگائی تو اس کو شام کی طرف لے جایا گیا۔

(ح) متعدد حوادث کی خبر:

اور یہ کہ ایمان ہمیشہ ظاہر و غالب رہے گا یہاں تک شام میں فتنے واقع ہوں گے۔ اسی قسم کی روایات کو حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سے لیا گیا ہے۔

(ط) جنگ جمل کی خبر:

اور اس کے بعد آپ ﷺ نے جنگ جمل کی خبر دی۔ ابو بکرؒ، ابو یعلیٰ اور احمد بن حنبل، غیرہم نے روایت کی ہے: اور لفظ ابو یعلیٰ کے ہیں:

قیس بن ابی حازمؒ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ حوأب عامر کے پانی (یعنی بستی) سے گذریں جس کو حوأب کہا جاتا ہے تو اس کے اوپر وہاں کے کتے بھونکنے لگے تو انہوں نے کہا کہ مجھے واپس لے جاؤ مجھے واپس لے جاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ تم میں سے ایک کا اس وقت کیا حال ہوگا جب اس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔

(ی) سات فتنوں کی خبر:

اور حاکم نے یحییٰ بن سعیدہ کی حدیث روایت کی ہے انہوں نے ولید بن عیاش سے روایت کی ہے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے: کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد واقع ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ کے سامنے سے آئے گا اور ایک فتنہ مکہ کے سامنے سے اور ایک فتنہ شام سے آئے گا اور ایک فتنہ مشرق سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مغرب سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ شام کے اندر سے اور یہ سفیانی ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتنہ کو پائیں گے اور اس امت میں ایسے بھی ہیں جو آخری فتنہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش کہتے ہیں کہ فتنہ مدینہ تو حضرت طلحہؓ اور

حضرت زبیرؓ کی طرف سے واقع ہوا، اور مکہ کا فتنہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا فتنہ ہے اور شام کا فتنہ بنی امیہ کی طرف سے اٹھا اور فتنہ مشرق بھی ان ہی کی طرف سے اٹھا

(ک) واقعہ صفین کی پیشین گوئی:

پھر آپ ﷺ نے واقعہ صفین کی خبر دی۔

شیخین (امام بخاری و امام مسلم) نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی: کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں جنگ نہ کریں گی ان دونوں کے درمیان بڑی خونریزی ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

(ل) حکمین کے تقرر کی اطلاع:

اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل شام نے قرآن مجید کو بلند کر دیا تھا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ اور حضرت علیؓ مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے عمار بن یاسرؓ کے واقعہ کی خبر دی۔ خصائص میں بیہقی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کے آپس کا اختلاف جاری رہا تا آنکہ انہوں نے دو حکم بھیجے تو وہ دونوں گمراہ ہو گئے اور دونوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور میری امت بھی اختلاف کرنے والی ہے، ان کا اختلاف باہمی جاری رہے گا

یہاں تک کہ وہ بھی دو حکم مقرر کریں گے۔ دونوں گمراہ ہوں گے اور جو ان دونوں کا اتباع کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔

نقل (دونوں گمراہ ہوگئے) سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی اور ضل من اتبعھما (اور جو ان کی پیروی کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا) سے مراد یہ ہے کہ یہ اجتہادی غلطی بہت سے مفاسد کا باعث بنے گی۔ اور جن میں سے ایک خلافت کا مہاجرین اولین کے ہاتھ سے نکل کر طلقاء قریش کی طرف جانا تھا۔ اور اسی طرح ان میں سے خوارج کا نکلنا بھی ہے یہ دلیل ہاتھ سے گئی کہ اللہ کے دین میں کسی کو حکم بنانا صحیح نہیں ہے۔

(م) خوارج کے خروج اور ان سے شدید جنگ کی خبر :

پھر آپ ﷺ نے نہروان کے واقعہ سے خبر دار فرمایا اور یہ حدیث متواتر ہے، جسے احمد نے عبید اللہ بن عیاض بن عمرو انصاری سے روایت کیا، کہتے کہ جن راتوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تھے عبداللہ بن شداد عراق سے لوٹ کر آیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے یہاں پہنچا جب کہ ان کے پاس ہم لوگ بیٹھے تھے، تو حضرت عائشہؓ نے اس سے کہا کہ اے عبید اللہ بن شداد کیا تو مجھے اس بات کا صحیح جواب دے گا جو میں تجھ سے پوچھوں گی تو مجھ سے اس قوم کا حال بیان کر جن کو حضرت علیؓ نے قتل کیا تھا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں کیوں آپؓ سے سچ نہ بولوں گا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تو مجھ سے ان کا قصہ بیان کر۔ عبداللہ نے کہا کہ حضرت علیؓ نے جب امیر معاویہؓ سے معاہدہ کیا اور دو حکموں کو منظور کر لیا تو ان کے خلاف آٹھ

ہزار ایسے لوگوں نے مخالفت کر دی جو بڑے قاری تھے اور وہ ایک مقام پر جمع ہو گئے جو کوفہ کی ایک جانب واقع ہے جس کو حروراء کہا جاتا ہے اور یہ لوگ حضرت علیؓ سے برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اس قمیص سے باہر آگیا ہے جو تجھے اللہ نے پہنائی تھی اور اس نام سے جس سے کہ تجھے اللہ نے موسوم کیا تھا۔ پھر تو تنگ ہو گیا اور تو نے اللہ کے دین میں (دوسروں کو) حکم بنایا حالانکہ حکم تو صرف اللہ کا حکم ہے مگر پھر جب حضرت علیؓ کو ان کے برگشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور ان کے مقابلہ پر ایک جد فریق بن جانے کی تو انہوں نے ایک منادی کرنے والے سے یہ اعلان کرایا کہ امیر المومنینؓ کے پاس حامل قرآن (حافظ و عالم) کے سوا کوئی شخص نہ آئے۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو حضرت علیؓ نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید منگایا اور اس کو اپنے سامنے رکھا، پھر اس کو اپنے ہاتھ سے ٹھیلنا شروع کیا اور آپؓ کہتے جاتے تھے کہ اے قرآن لوگوں سے بات کر تو اس پر لوگوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنینؓ آپ سے کیا پوچھتے ہو یہ تو ورقوں کے اوپر محض روشنائی ہے بلکہ اس کے متعلق جو اس میں سے ہم سے روایت کیا گیا ہے ہم گفتگو کریں گے، تو آپؓ کا مقصد کیا ہے؟ آپؓ نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی وہ لوگ جنہوں نے بغاوت کی ہے، میرے اور ان کے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود ہے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد کے بارے میں فرماتا ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ	یعنی اور اگر تم اوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں خلاف کا اندیشہ ہو تو تم

يُرِيدَآ إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللهُ بَيْنَهُمَا (۴۳۵)

دونگ ایک آدمی کو حکم کے طور پر مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی کو حکم کے طور پر عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں کو اصلاح منظور ہو گی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق فرما دیں گے۔

تو ایک عورت اور ایک مرد کی بہ نسبت اُمت محمد ﷺ جون اور حرمت کے اعتبار سے زیادہ باعظمت ہے۔ اور وہ مجھ سے بر افروختہ ہیں اس وجہ سے کہ میں نے معاویہ سے تحریری معاہدہ کر لیا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب نے اُس وقت بھی معاہدہ لکھا تھا جب ہمارے پاس سہیل بن عمرو آیا تھا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں تھے جب کہ آنحضور ﷺ اپنی قوم قریش سے مصالحت کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوائی تو سہیل نے کہا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھوں گا بلکہ باسمک اللھم لکھا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لکھو محمد رسول اللہ۔ تو اس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو میں آپ ﷺ کی مخالفت نہ کرتا۔ بلکہ یہ لکھا جائے

هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله قريشاً

کہ یہ وہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے قریش سے مصالحت کی۔

اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا ۔ (۲۱ ۳۳)

تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ ﷺ میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

پھر حضرت علیؓ نے اُن لوگوں کے پاس حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بھیجا۔ میں بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ جب وہ اُن کے لشکر کے اندر پہنچ گئے تو ابن الکواء نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور کہا کہ اے حاملین قرآن یہ عبد اللہ بن عباسؓ ہے جو اُس کو نہ پہچانتا ہو (وہ جان لے) اور میں کتاب اللہ کی اتنی ہی معرفت رکھتا ہوں جتنی وہ تم کو معرفت کرائے گا۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جس کے بارے میں اور اس کی قوم کے بارے میں آیت بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ (بلکہ وہ جھگڑنے والی قوم) ہاں ہوئی ہے تو اس کو اس کے ساتھی (علیؓ) کے پاس لوٹا دو اور اس کے ساتھ کتاب اللہ پر بحث نہ کرو۔

پھر اُن کے خطباء کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ واللہ ہم اس کے ساتھ ضرور کتاب اللہ پر مباحثہ کریں گے پھر اگر یہ وہ حق لے کر آیا ہے جسے ہم جانتے ہیں تو اس کا ضرور اتباع کریں گے اور اگر باطل لے کر آیا ہے تو ہم اس کو اس کے بطلان پر ضرور رد کر دیں گے۔ تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کتاب اللہ پر تین

دن مباحثہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے چار ہزار افراد نے رجوع کیا اور یہ سب لوگ تائب ہو گئے۔ ان میں ابن سبا کا بھی شامل تھا۔ ان سب کو حضرت عبداللہ عباسؓ کوفہ میں حضرت علیؓ کے پاس لے گئے۔ پھر حضرت علیؓ نے ان میں سے باقی لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اپنا معاملہ اور (ہمارے ساتھ) لوگوں کا جو کچھ معاملہ تھا وہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب تم جہاں چاہو ٹھہرو تاآنکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان (اس فیصلہ پر) شرط ہے کہ) تم کسی بے گناہ کا خون نہ بہاؤ اور ڈاکہ زنی نہ کرو اور اہل ذمہ پر ظلم نہ کرو مگر تم لوگوں نے اگر ایسا نہ کیا تو ہم تم سے ویسا ہی برتاؤ کرتے ہوئے جنگ کریں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر اس سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اے ابن شداد پھر حضرت علیؓ نے ان کو قتل بھی کر دیا۔ تو اس نے کہا واللہ حضرت علیؓ نے ان پر حملہ نہیں کیا تاآنکہ انہوں نے ڈاکہ زنی کی اور خونریزی کی اور اہل ذمہ کی جان و مال کو حلال قرار دے لیا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو؟ ابن شداد نے کہا اس اللہ کو جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بیشک یہی ہوا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہل عراق کی طرف سے نہیں پہنچی، جو انہوں نے بیان کی ہو، جس وہ ذوالشدی ذوالشدی کہتے تھے۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا ہے میں مقتولین میں اس کے سامنے حضرت علیؓ کے ساتھ کھڑا تھا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ تو بہت

سے آدمیوں نے کہا کہ ہم نے اس کو مسجد بنی فلاں میں دیکھا تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے بارے میں کوئی پختہ ثبوت ایسی نہیں لایا جس سے وہ پہچانا جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ جب اس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے تو انہوں نے کیا کہا تھا جیسا کہ اہل عراق گمان (یعنی بیان) کرتے ہیں۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے حضرت علیؓ سے اس کے علاوہ کچھ اور بھی سنا۔ شداد نے کہا واللہ نہیں حضرت عائشہؓ نے کہا ہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ پر رحمت کرے ان کا یہی کلام ہوتا تھا۔ وہ جب بھی کوئی ایسی بات دیکھتے جو ان کو عجیب معلوم ہوتی تو یہی کہا کرتے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ لیکن اب اہل عراق ان پر جھوٹ کہتے ہوئے پھرتے ہیں اور ان کی بات پر اضافہ کر رہے ہیں۔

حضرت احمد بن حنبلؒ نے طارق بن زیاد سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ خوارج کی طرف نکلے اور آپؓ نے ان کو قتل کیا۔ پھر کہا دیکھو کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب ایک قوم جو حق میں بناوٹ کرنے والے ہوں گے اور حق (یعنی قرآن) ان کے حلق سے تجاوز نہ کرے گا، وہ حق سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے بدن سے نکل جاتا ہے، اس کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کے ہاتھ میں عضو ہوگا، اس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے۔ اگر وہ میں شامل ہو تو تم نے بدترین لوگوں کو قتل کیا

ہو گا اور اگر وہ شامل نہ ہوا تو تم نے بہترین لوگوں کو قتل کیا ہو گا تو ہم رونے لگے۔ پھر کہا تلاش کرو۔ تو ہم نے تلاش کیا تو ہم نے اس ناقص ہاتھ والے کو پایا تو ہم سجدہ میں گر پڑے اور حضرت علیؓ بھی ہمارے ساتھ سجدے میں گر گئے۔ (دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے) تا فرق ہے کہ اس میں (بجائے بتکلفون بالحق کے) بتکلفون بکلمة الحق (یعنی حق کے کلمہ کے ساتھ تکلف کریں گے) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک خارجی کے ہاتھ سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔

(ن) ایک خارجی کے ذریعے حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر:

حاکم نے ابو الاسود دئلی سے روایت کی ہے: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے تھے جب میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا اور عراق کا ارادہ کر رہا تھا میرے پاس عبداللہ بن سلمہ آئے اور کہا کہ تمہیں عراق نہیں جانا چاہئے یہ یقینی ہے کہ اگر تم وہاں پہنچے تو تم پر تلوار کی نوک گرے گی۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ خدا کی قسم یہی بات تم سے پہلے مجھ سے رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں۔ ابو الاسود نے کہا کہ میں نے آپ سے میں کہا کہ میں نے آج تک ایسا لڑنے والا مرد نہیں دیکھا جو لوگوں کے سامنے اس طرح کی باتیں کہہ دے۔

حاکم نے زید بن وہب سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اہل بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے اور ان میں خارجیوں کا ایک شخص بھی شامل تھا جس کو جعد بن یعبد کہا جاتا تھا۔ اس نے اللہ کی حمد اور اس کی ثنا کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

درود پڑھا۔ پھر کہا کہ اے علیؓ اللہ سے ڈر کیونکہ تو (سب کی طرح) مرنے والا ہے تو حضرت علیؓ نے کہا نہیں بلکہ ایک ضرب سے جو اس پر پڑے گی اور اس کا حصاب کر دے گی مقتول ہونے والا ہوں۔ زید نے کہا کہ حضرت علیؓ نے اس موقع پر اپنے سر اور داڑھی کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا کہ یہ فیصلہ شدہ قضا ہے اور واضح شدہ صراحت نامہ ہے۔ اور جس نے افتراء کیا وہ خسارے میں پڑا۔ پھر جعد نے حضرت علیؓ پر عیب لگایا ان کے لباس میں اور کہا کہ اگر تو لباس اس سے اچھا پہنتا تو بہتر ہوتا۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ میرا یہ لباس کبر سے بہت دور رکھنے والا ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان میری اقتداء کریں۔

حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے پاس پہنچا، ہم ان کی عیادت کے لئے گئے تھے کیونکہ وہ بیمار تھے۔ اور ان کے پاس حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے تو دونوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے خیال میں تو یہ فوت ہونے والے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اسی صورت میں موت آئے گی جب یہ مقتول ہونگے اور ان کو موت نہیں آئے گی اس وقت کہ کرب اور بے چینی سے نہ بھر جائیں گے۔

حاکم نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ عزوہ ذی العسرۃ (جنگ تبوک) میں میں اور

حضرت علیؓ دونوں ساتھ ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میں تم دونوں کو سب سے زیادہ دو بدبختوں کا حال نہ بتاؤں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ فرمایا کہ قوم ثمود کا وہ نیل گدھا (جس کا نام قیدار بن سالف تھا) جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا، اور جس کے نتیجے میں قوم ثمود تباہ کر دی گئی تھی اور (دوسرا) وہ ہے جو اے علیؓ تجھ پر وار کرے گا اس سے یہ یعنی سر کے ابھرے حصہ پر یہاں تک کہ خون سے تر ہو جائے گی یعنی اُن کی داڑھی۔ [اور اس کے نتیجہ میں دنیا خلافت راشدہ سے محروم کر دی جائے گی]

(س) حضرت حسنؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین مصالحت کی پیشین گوئی:

پھر آپ ﷺ نے حضرت حسنؓ اور امیر معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان صلح کی خبر دی۔ امام بخاری نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، کہتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت حسنؓ آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔

(ع) امیر معاویہؓ کی امارت کی خبر:

پھر آپ نے امیر معاویہؓ کے مستقل بادشاہ بننے کی خبر دی۔ خصائص میں ابن ابی شیبہ نے امیر معاویہؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں خلافت کی طمع رکھتا

ہوں۔ جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ "اے معاویہ اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا"۔

اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی، کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مجھے کسی چیز نے حماقت پر نہیں ابھارا سوائے اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے معاویہ اگر تو والیٔ امر بنایا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا، تو میں گمان کرتا رہا ہوں کہ میں نبی ﷺ کے اس ارشاد کی بنا پر اس عمل (خلافت) میں مبتلا ہوں گا۔

اور طبرانی نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے امیر معاویہؓ سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہو گا جب اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا۔ آپ ﷺ اس سے خلافت و امارت کو مراد لے رہے تھے تو اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہؓ نے کہا یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص پہنائے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں۔ لیکن اس میں بڑے شر و فساد ہوں گے۔

ابن عساکر نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس اُمت کے معاملے کا والی بنا دے تو اس پر نظر رکھنا جو تو کرے دیا ہو۔ تو اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہؓ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شر و فساد، شر و فساد، شر و فساد ہوں گے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر تو کوئی امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا وہ کہتے ہیں کہ میں برابر گمان کرتا رہا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کے قول کے مطابق میں اس عمل میں مبتلا ہونے والا ہوں تا آنکہ مبتلا کر دیا گیا۔

ابو یعلی نے امیر معاویہ کی اسی طرح کی ایک حدیث کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح ابن عساکر نے حضرت حسنؓ کی۔ انہوں نے امیر معاویہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ کہ امیر معاویہؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ تو عنقریب میرے بعد میری امت پر ولی بنے گا تو جب ایسا ہو تو اچھے کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول کرنا اور ان میں سے برے کام کرنے والوں معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقام پر قائم ہو گیا۔ اور دیلمی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ چند دن اور راتیں نہیں گزریں گی تا آنکہ معاویہ بادشاہ بن جائے گا۔

ابن عساکر نے سلمہ بن محمد سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ معاویہ کے لئے کہتے تھے یا اللہ اس کو کتاب سکھایئے اور ملک میں اس کو تمکین (اقتدار) عطا کیجئے اور اس کو عذاب سے بچایئے۔ ابن عساکر نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہا کہ ایک عرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لڑیئے۔ تو اس سے معاویہ نے کہا کہ میں تجھ

سے کشتی لڑتا ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب نہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ تو جب جنگ صفین ہو چکی تو حضرت علیؓ نے (حضرت عروہ سے) فرمایا کہ اگر تو اس حدیث کو مجھ سے پہلے بیان کر دیتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا۔

(ف) قریشی نوجوانوں کی امارت کی خبر:

اس کے بعد آپ ﷺ نے نوجوانان قریش کی بادشاہی کی خبر دی۔ خصائص میں حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بنو العاص کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مال کو اپنے گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنا لیں گے۔

(س) مروان کے اقتدار کی اطلاع:

بیہقی نے بن عباس سے روایت کی ہے: کہ وہ امیر معاویہؓ کے پاس موجود تھے جب ان کے پاس مروان پہنچا اور کہا کہ اے امیر المومنینؓ میری حاجت پوری کر دیجئے۔ بخدا مجھ پر بہت بڑا بوجھ ہے میں دس افراد کا باپ ہوں اور دس افراد کا چچا اور دس کا بھائی ہوں جب مروان واپس چلا آیا اور حضرت ابن عباسؓ حضرت معاویہؓ کے برابر ان کے تخت پر بیٹھے تھے، تو حضرت معاویہؓ نے کہا اے ابن عباسؓ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب علی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو آپس کی دولت بنائیں گے،

اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب کو فریب کا ذریعہ بنائیں گے۔ پھر جب یہ چار سو ننانوے آدمیوں کی تعداد میں پہنچ جائیں گے تو ان کی ہلاکت چھل کے چھپنے سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ہوگی۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا اللہ گواہ ہے کہ بیشک مروان نے اپنی حاجت حضرت معاویہؓ سے ذکر کر دیا تھا۔ تو مروان نے عبدالملک کو امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ پھر ان سے حضرت معاویہؓ سے گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس ہوا تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ اے ابن حمار! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا (یعنی عبدالملک کا) ذکر کیا تھا اور فرمایا کہ وہ چار خلیفہ بادشاہوں کا باپ ہے۔ تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ گواہ ہے کہ بیشک ایسا ہی ہے۔

حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب بنوامیہ چالیس کی تعداد میں ہو جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو اپنا غلام اور اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔

اور ابویعلی اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم میرے منبر پر کود رہے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ پھر نبی ﷺ ہنستے ہوئے اور خفا نہیں دیکھے گئے تا آنکہ آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے۔

اور بیہقی نے حضرت ابن المسیبؒ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ نبی

اکرم ﷺ نے بنو امیہ کو (خواب میں) اپنے منبر پر دیکھا تو آپ ﷺ کو یہ گوارا نہ ہوا تو آپ ﷺ کو وحی کی گئی کہ یہ تو محض دنیا ہے جو ان کو دی گئی ہے تو آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔

(ق) بنوامیہ کے اقتدار کی طوالت کی خبر:

اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حضرت حسنؓ بن علیؓ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوامیہ کو دیکھا کہ ان میں کا ایک شخص آپ کے منبر پر آکر خطبہ دے رہا ہے تو آپ ﷺ کو اس سے رنج ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (اے نبی تجھے ہم نے خیر کثیر عطا کی) اور نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ اس سے مراد یعنی ایک ہزار مہینہ میں اشارہ کیا کہ بنو امیہ اتنے زمانہ تک بادشاہی کریں گے کہا قاسم بن فضل نے کہ پھر ہم نے بنو امیہ کی بادشاہی کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار مہینے ثابت ہوئی، نہ زیادہ ہوئی نہ کم۔

(ر) دو فرقوں کے وجود کی خبر:

ان کے علاوہ آپ ﷺ نے دو فرقوں کے وجود کی خبر دی ان میں سے ایک حضرت علیؓ مرتضیٰ کی شان کو بہت کم کرنے والا (گستاخ) ہوگا اور دوسرا بہت بڑھانے والا

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں ایک مرتبہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا کہ اے علیؓ تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ

مشابہت ہے۔ یہود نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے اس درجہ محبت کی کہ اس کو ایسے مرتبے تک میں پہنچا دیا جو اس کا نہیں تھا۔ (راوی) کہتے ہیں کہ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا یاد رکھو کہ میرے بارے میں ایسا محبت کرنے والا جو مجھ میں مبالغہ کے ساتھ ایسے اوصاف ثابت کرے جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا مفتری جس کی میری عداوت اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے، دونوں ہلاک ہو جائیں گے۔ یاد رکھو کہ میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے، بس میں تو جس قدر قدرت رکھتا ہوں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں۔ تو جس بات کا میں تمہیں حکم دوں اور جس بات کے بارے میں تم کو حکم دوں وہ بات خواہ تم کو مرغوب ہو یا گراں ہو تو تم پر میری اطاعت ضروری ہے۔ اور جس معصیت کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرا شخص ایسا کرے تو سمجھ لو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں۔ طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہئے۔

۹۔ حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت:

پھر جاننا چاہئے کہ ان حوادث میں سے ہر حادثہ کا حکم ان ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماء اہل سنت اسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ ان کا ماخذ دوسرا ہو جو حکم کہ ان احادیث کے الفاظ سے بھی اخذ کیا جا رہا ہو۔

رہی یہ بات کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کی خلافت منعقد ہوئی یا نہیں، تو یہ اس بنا پر یقینی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے (مسلمانوں کو) حضرت علیؓ مرتضیٰ کی

مفارقت سے منع فرمایا تھا۔ حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے علیؓ جو مجھ سے الگ ہوا وہ خدا سے الگ ہو گیا، اور جو تجھ سے الگ ہوا اے علیؓ وہ مجھ سے الگ ہوا۔

اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے، اور قرآن علی کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جدا نہ ہوں گے تا آنکہ دونوں حوض کوثر پر آکر مجھ سے ملیں گے۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ علیؓ پر رحمت کرے۔ اے اللہ حق کو اسی طرف لے جا جس طرف علی جائے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہ اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہم (ان کی مخالفت کے بارے میں) خطا کرنے والے مگر معذور تھے اس اصول پر کہ "من اجتہد فقد اخطأ فلہ اجر واحد" "جس نے اجتہاد کیا اور خطا کی تو وہ ایک اجر کا مستحق ہے"۔ تو وہ اس وجہ سے (معذور ہیں) کہ انہوں نے شبہ سے استدلال کیا اگرچہ اس سے زیادہ راجح دوسری دلیل ہی موجود تھی اور اس شبہ کا موجب دو چیزیں ہوئیں ایک یہ کہ حضرت علی مرتضیٰ کے لئے بیعت خلافت منعقد نہیں ہوئی (جس طرح سابق خلفا کے لیے منعقد ہوئی تھی) کیونکہ اصحاب حل و عقد نے اجتہاد کے ساتھ اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے آپ سے بیعت نہیں لی تھی۔

ابو بکر بن ابی شیبہ نے معتمر بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے، کہتے ہیں کہ ہم سے ابو نضرہ نے روایت کی کہ ربیعہ نے مسجد بنی سلمہ میں حضرت طلحہؓ سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ دشمن کے مقابلہ پر تھے کہ ہم کو اطلاع پہنچی کہ تم نے اس شخص (یعنی حضرت علیؑ) سے بیعت کر لی ہے، پھر تم اب اسی سے قتال کرتے ہو یا جیسا کہ انہوں نے کہا۔ ربیعہ کہتے ہیں کہ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ میں تو چکی کے پٹ میں داخل کر دیا گیا تھا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ بیعت کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ پس میں نے بیعت کی اور خوب سمجھ لیا کہ یہ بیعت گمراہی کی ہے۔ یحییٰ نے بیان کیا کہ وہید عن عبد اللہ نے کہا کہ اہل عراق کے ایک منافق یعنی جبلہ بن حکیم نے زبیرؓ سے کہا کہ تو نے تو بیعت کر لی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زبیرؓ نے کہا کہ میری گدی پر تلوار رکھی گئی تھی اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ بیعت کرو ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو میں نے بیعت کر لی۔

ابو بکر نے محمد بن بشر سے روایت کی، کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ ابن الاصم سے سنا وہ اپنی دادی ام راشد سے بیان کرتے تھے، اس نے کہا کہ میں حضرت ام ہانی کے پاس تھی کہ ان کے پاس حضرت علیؑ آئے تو حضرت ام ہانی نے ان کے لئے کھانا منگایا۔ تو حضرت علیؑ نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہارے پاس برکت یعنی بکری نہیں دیکھتا۔ ام راشد کہتی ہیں کہ حضرت ام ہانی نے کہا سبحان اللہ اللہ کی قسم ہمارے پاس برکت موجود ہے حضرت علیؑ نے کہا کہ میں بکری مراد لے رہا ہوں ام راشد نے کہا کہ پھر وہ نیچے اتریں تو وہ دو آدمیوں سے ملیں اور سنا کہ ان میں سے

ایک اپنے ساتھی سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے ہاتھوں نے تو بیعت کر لی ہے مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی۔ ام راشد نے کہا کہ میں نے کہا کہ یہ دو آدمی کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ ہیں۔ ام ہانی نے کہا کہ میں نے تو ان میں سے ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس سے ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی تو حضرت علیؑ نے فرمایا

فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا (۴۸/۱۰)

پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اس کو بڑا اجر دے گا۔

دوم یہ کہ قصاص برحق ہے اور حضرت علیؑ مرتضیٰ قادر ہیں حضرت عثمانؓ ذی السورین کا قصاص لینے پر مگر لیتے نہیں بلکہ اس سے مانع ہیں۔ اور حضرت علی مرتضیٰؑ نے بھی اس پر خطائے اجتہادی کا حکم لگایا

۱۰۔ جنگ جمل میں شریک لوگوں کے بارے میں حضرت علیؑ کا موقف:

ابو بکر نے ابو بختری سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے اہل جمل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہ کیا یہ لوگ مشرک ہیں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ شرک سے بھاگتے ہیں۔ کہا گیا کہ کیا یہ لوگ منافق ہیں؟ کہا کہ منافق

اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت کم۔ کہا گیا کہ پھر یہ لوگ کون ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم سے بغاوت کی، اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں یہ امید کرتا ہوں کہ ہم مثل ان لوگوں کے ہو جائیں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ (۱۵:۴۷)

یعنی اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اس کو دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (محبت و محبت سے) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے

[یہ آیت اہل جنت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کچھ کدورت وغیرہ ہوں تو اسے نکال دیا جائے گا۔ اور وہ ایک دوسرے سے بھائی بھائی بن کر وہاں رہیں گے۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کی متعدد سندیں ہیں ان میں سے بعض کو ابوبکر نے نقل کیا ہے۔ اور اگر فریق مخالف اس بات کو قبول نہ کرے اور اس کی رائے کو خطاء اجتہادی میں شمار نہ کرے بلکہ سیئات میں ہی شمار کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّن عِندِ اللَّهِ

یعنی جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ان کو میری راہ میں تکلیفیں دی گئیں اور انہوں نے جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور ان

(۳:۱۹۵)

لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ عوض اللہ کے پاس سے ملے گا۔

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرمایا اور کہا کہ تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن زیاد سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا بیشک ہماری ماں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے یہ سفر کیا اور وہ اللہ کی قسم محمد ﷺ کی دنیا اور آخرت میں زوجہ ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ جان لے کہ ہم (زوجہ رسول اللہ اور ماں ہونے کی حیثیت سے) ان کی اطاعت کرتے ہیں یا اللہ کی۔

اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ کوہ حرا پر تھے اور اس وقت حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے تو جس نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ساکن ہو تیرے اوپر نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔

اور ابوبکر بن نضرہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں: کہ ابو عبید کے پاس لوگوں نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ و حضرت [illegible] کا ذکر کیا

تو ابو سعید نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سوابق ایمان بہت ہیں اور ان پر فتنہ آپڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ اللہ پر لوٹا دیا۔

پھر ان کے عزیزوں سے ایسے کلمات بھی منقول ہیں جو ان کی طرف سے اس رائے سے رجوع کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ ابو بکر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ کاش میں ایک ہری بھری شاخ ہوتی اور اس سفر پر نہ نکلتی۔

اور متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے دن حضرت زبیرؓ سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور میں تم سے سرگوشی کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس سے سرگوشی کر رہا ہے؟ اللہ یہ ایک دن تجھ سے ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ کہا کہ یہ بات سن کر حضرت زبیرؓ نے اپنی سواری کے منہ پر مارا اور لوٹ گئے۔ اس روایت کو ابو بکر وغیرہ نے نقل کیا ہے پھر ان کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جرموز نے ان کو قتل کر دیا۔

ابو بکر نے قیس سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مروان بن الحکم نے جنگ جمل کے دن حضرت طلحہؓ کے گھٹنے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہنا شروع ہو گیا، جب اس کو بند کرتے تھے تو بند ہو جاتا تھا اور جب اس کو چھوڑتے تھے تو بہنے لگتا تھا۔ تو حضرت طلحہؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ تو ایسا تیر ہے جس کو اللہ نے بھیجا تھا، پھر ان کا انتقال ہو گیا۔

اور حاکم نے ثور بن مجزاۃ سے روایت کی کہ میں جنگ جمل میں حضرت طلحہؓ سے ان کے آخری وقت پر ملا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تو کس لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علیؓ کے اصحاب میں سے ہوں تو انہوں نے کہا کہ اپنا ہاتھ پھیلا میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور ان کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے حضرت علیؓ کے پاس جا کر ان کو اس کی خبر دی۔ تو آپ نے کہا اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ اللہ نے ناپسند کیا اس بات کو کہ طلحہؓ اس بات کے بغیر کہ میری بیعت اس کی گردن میں ہو جنت میں داخل ہو۔

۱۱۔ امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کا معاملہ:

رہا یہ کہ امیر معاویہؓ بھی اجتہادی غلطی پر تھے اور معذور تھے تو اس کی صورت یہ ہے کہ وہ شبہ کے ساتھ دلیل پکڑے ہوئے تھے۔ ہر چند کہ دوسری دلیل جو میزان شریعت میں اس سے زیادہ وزن دار تھی ظاہر ہو گئی تھی جس طرح کی تقریر ہم اہل جمل کے قضیہ میں کر چکے ہیں جس اشکال کے اضافہ کے ساتھ۔ جو یہ ہیں کہ امیر معاویہؓ اور اہل شام نے بیعت نہیں کی تھی درحقیقت یہ سمجھے ہوئے تھے کہ خلافت کی تکمیل خلیفہ کے تساط اور اس کے حکم کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ متحقق نہیں ہوا ہے۔ پھر تحکیم (حکم بنانے) کے معاملہ نے اس شبہ کو اور مضبوط کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ دعوھما واحدۃ یعنی دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔

رہا یہ کہ اہل حروراء (خوارج) باطل پر تھے اور علامات کفر یا فسق میں ملوث تھے تو وہ اس جہت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حروراء والوں کے بارے میں احادیث متواتر وارد ہوئی ہیں کہ "یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیۃ" وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اس کو سہل بن حنیف اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

۱۲۔ حضرت علیؓ کی مدد نہ کرنے والے صحابہ و تابعین کا حکم:

باقی رہا ایک مسئلہ جو نہایت دقیق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے قدم لغزش کھا گئے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی مدد سے پیچھے رہ جانے والے درست اجتہاد کرنے والے تھے یا اجتہادی غلطی پر تھے اور معذور تھے۔

بندہ کے نزدیک محقق بات یہ ہے کہ اختلاف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ جانے والے) عزیمت پر (کاربند) تھے اور صریح احادیث سے جو صحیح اور متواتر المعنے ہیں دلیل پکڑے ہوئے تھے۔

ترمذی نے ام مالک بہزیہ سے روایت کی ہے: کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کے قریب الوقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس میں سب سے بہتر کون ہوگا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ میں (جنگل میں یکسو) ہے، ان کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو للکارتا ہے اور وہ اس کو للکارتے ہیں۔

اسی طرح ترمذی نے بسر بن سعد سے روایت کی ہے: کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عثمانؓ بن عفان کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عنقریب ایسا فتنہ اٹھنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا۔ اور کھڑا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟ تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ہابیل) کی طرح بن جانا۔ [یہ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ میں مذکور ہے جب قابیل نے ہابیل کو مارنا چاہا تو اس نے کہا تھا]

لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (۵/۲۸)

اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں ہوں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں۔

مطلب یہ تھا کہ کسی صورت میں مسلمان بھائی سے برسرِ پیکار نہیں ہے

اور ترمذی نے عدیسہ بنت اہبان بن صفی غفاری سے روایت کی ہے: کہتی ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب میرے والد کے پاس آئے اور اس کو دعوت دی کہ جنگ کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔ تو میرے والد نے ان سے کہا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا کے بیٹے نے مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک دوسرے

کے خلاف ہو جائیں تو میں اپنی تلوار لکڑی کی بنالوں تو میں نے اس کو ایسا ہی بنا لیا ہے۔ تو اگر آپ چاہیں تو میں اس کو لے کر آپ کے ساتھ نکلوں عدیہ نے کہا کہ پھر حضرت علیؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔

امام ترمذی نے ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے کہ آپ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا کہ اس میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنے چمڑے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھنا، اختیار کرنا، اور آدم کے بیٹے کی طرح بن جانا۔

امام بخاری نے شقیق بن سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ تو حضرت ابو مسعودؓ نے حضرت عمارؓ سے کہا کہ تمہارے ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمہارے اور میں نے تمہاری جانب سے جب سے تم نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے نزدیک اس سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی یعنی تمہارے اس امر (حضرت علیؓ کی امداد) میں سرعت دکھانے کے سو۔ تو حضرت عمار بن یاسرؓ نے کہا اے ابو مسعودؓ میں نے بھی تمہاری جانب سے اور نہ تمہارے اس ساتھی کی جانب سے جب سے تم دونوں نے نبی ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے اپنے نزدیک کوئی بات تمہارے اس امر میں دیر کرنے سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی۔ تو حضرت ابو مسعودؓ نے جو صاحب وسعت تھے کہا کہ اے غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر ان میں سے ایک تو

حضرت ابو موسیٰؓ کو دیا اور دوسرا حضرت عمارؓ کو اور کہا کہ تم دونوں یہ جوڑے پہن کر جمعہ (کی نماز) کو جانا۔

امام بخاری نے خرشہ مولی اسامہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مجھے اسامہؓ نے بھیجا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ وہ یعنی حضرت علیؓ تجھ سے ابھی پوچھیں گے اور کہیں گے کہ تیرا صاحب کہاں رہ گیا تو ان سے یہ کہنا کہ وہ آپ سے یہ کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے کلے میں ہوں گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ اس میں میں آپ کا ساتھ دوں لیکن یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس کو میں مناسب نہیں سمجھتا۔ تو حضرت علیؓ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور حضرت ابن جعفرؓ کی طرف گیا تو انہوں نے میری سواری کو سامان سے لاد دیا۔

ابو یعلیٰ نے ایک طویل حدیث نقل کی جس میں خوارج کی طرف حضرت عبداللہ بن خبابؓ کو قتل کرنے کا ذکر ہے۔ خوارج نے کہا کیا تو عبداللہ بن خباب رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ان لوگوں نے پوچھا کیا تو نے اپنے والد سے کوئی حدیث سنی ہے جس کو تو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرے۔ انہوں نے کہا ہاں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے جو میرے سامنے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک فتنہ کا ذکر کیا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ فرمایا پھر اگر تجھے [illegible] جائے، تو تو عبداللہؓ مقتول بن جانا، اس کے راوی ایوب کہتے ہیں کہ مجھے صرف یہ علم

ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ تو عبد اللہ قاتل بنا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اس کو خود اپنے والد سے سنا کہ وہ اس کی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ دونوں کو نہر کے کنارے پر لے گئے اور ان کی گردن مار دی (شہید کر دیا) پھر انہیں پانی میں بہا دیا گویا کہ وہ کوئی جوتی کا تسمہ تھے۔ [غالباً اس کو پانی میں پھینک دینے کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کے خون کی پروا نہ کی اور لاش کو جوتی کے تسمہ کی طرح پھینک دیا واللہ اعلم]

حاکم نے عمرو بن وائلہ سدی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ایسا فتنہ برپا ہوگا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا، اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا فرمایا ایسا ایام ہرج (فتنہ و فساد) میں ہوگا جب کہ کوئی اپنے ہم نشیں سے بھی مطمئن نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ پھر اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو آپ ﷺ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ اپنے نفس اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور اپنے گھر میں چھپ جانا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بتایئے کہ اگر کوئی گھر میں گھس آئے تو فرمایا کہ تو کمرے میں داخل ہو جانا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ کمرے میں بھی داخل ہو جائے تو فرمایا کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور ایسا کر لینا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو پونچھے پر سے

جو انگوٹھے کے نیچے ہے پکڑ کر فرمایا کہ اور کہنا ربی اللہ یعنی "میرا رب اللہ ہے" یہاں تک کہ تو اسی حال پر مر جائے۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو تم پر فتنے سایہ ڈال رہے ہیں گویا وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہیں، سب سے بہتر آدمی اس میں وہ کہا ان میں سے، بکری والا ہے جو اپنی بکری کی سری کھا کر ہی گذارا کرے اور وہ ہے جو کسی پہاڑی درے کے پیچھے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اپنی تلوار سے شکار کر کے کھائے [اور آبادی سے جو محل فتنہ ہے دور رہے]

اسی طرح حاکم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سامنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہیں، جن میں یہ حال ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن اٹھے گا اور شام کو کافر ہو گا اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ﷺ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے گھروں کی کنڈیاں بن جانا (یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا)

اسی طرح حاکم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو عنقریب فتنہ اٹھنے والا ہے پھر تم جانو وہ ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ اس میں بیٹھے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا

ہوئے وہ اس کی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ پھر جب وہ نازل ہو جائے تو جو
رکھتا ہو جس کے پاس اونٹ ہوں اس کو چاہیے کہ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے
اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس
کوئی زمین ہو وہ اپنی زمین پر پہنچ جائے (یعنی کاشتکاری کرے) تو آپ ﷺ سے ایک شخص
نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایئے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ
بکریاں اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اس کو چاہیے کہ پتھر لا کر اپنی تلوار کو اس
سے کوٹ ڈالے پھر چاہیے کہ بچ نکلے مگر بچ نکلنے کی قدرت رکھتا ہو (یعنی کہیں بھاگ
جائے) پھر فرمایا کہ یا اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی؟ یہ بات آپ ﷺ نے تین
بار ارشاد فرمائی۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ بتایئے کہ اگر مجھ پر زبردستی
کی جائے اور مجھے کسی ایک صف یا کسی ایک گروہ کی طرف لے جایا جائے پھر کوئی
شخص مجھ پر تیر مارے یا تلوار مار کر مجھے قتل کر ڈالے تو؟ فرمایا کہ وہ اپنے گناہ
اور تیرے گناہ کو لے کر لوٹے گا پھر اصحاب نار میں سے ہو جائے گا۔ اس کو تین
مرتبہ فرمایا۔

حاکم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسا فتنہ واقع ہونے والا ہے جس میں بیٹھنے
والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور
چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور دوڑنے والا سوار سے بہتر ہوگا۔ اور سوار تیز
دوڑانے والے سے بہتر ہوگا [یعنی ہلکی رفتار والا سوار تیز دوڑانے والے سے]

حاکم محمد بن مسلمہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول
اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں تب مجھے کیا
کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر حرہ (جو ایک سنگستان ہے) چلے جانا اور اس
کو پتھر پر مارنا (تاکہ دھار نہ رہے) پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت
آجائے قضائے الٰہی کو پورا کرنے والی یا کوئی خطاکار ہاتھ تمہاری طرف بڑھے۔

۱۳۔ حضرت علیؓ کی امداد کا وجوب:

یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ برحق ہیں
تو ان کی اعانت لازم ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا
کیونکر پسندیدہ خداوندی ہوگا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جان لیا تھا کہ
حضرت علیؓ باوجود کہ خلیفہ برحق ہیں مگر ان کی نصرت مقدر نہیں ہے اور غیب میں
یہ بات محکم ہو چکی ہے کہ ان کے قبضہ سے کام باہر نکل جائے گا اور ان پر عام لوگوں
کا اجتماع نہ ہوگا اور ان کے احکام قطعاً نافذ نہ ہوگا بلکہ لوگوں کو جنگ پر تیز
کرنا فتنہ کے بڑھنے کا موجب ہوگا۔ خلیفہ برحق کی مدد اس صورت میں مطلوب ہوتی
ہے جب کہ ان کے منصور و کامیاب ہونے کا ظن غالب ہو جو ہوا جب قطعی طور پر یہ
معلوم ہو گیا ہو کہ ان کو نصرت فائدہ نہ بخشے گی تو قوم کو قتال کی طرف دعوت دینے
اور ان کو لڑائی کے لیے آمادہ کرنے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی نظیر واقعہ حرہ
ہے واقعہ حرہ ۶۳ھ میں پیش آیا جب یزیدی افواج نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور پھر وہ
یک طرفہ مقام سے مدینہ منورہ کے اندر داخل ہوئے اور اہل مدینہ کی تین دن تک خون ریزی

رے میں کامیاب ہوگی جس میں کہ اہل مدینہ کی مظلومیت کھلے طور پر معلوم تھی اور اس کو جانے والوں کا ظالم ہونا اچھی طرح ظاہر، مگر اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے قتال سے رکنے کا حکم فرمایا۔

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذرؓ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ﷺ، فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ تک لوٹنے کی بھی تجھ میں طاقت نہ ہوگی اور جب اپنے بستر پر ہوگا تو اتنی قوت بھی نہ ہوگی کہ اٹھ کر اپنی مسجد تک پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں یا (یہ کہا) کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے میرے لئے پسند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے فتنے سے بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذرؓ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک ﷺ۔ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو (مقام) جواظریت کو دیکھے گا کہ وہ خون میں لت پت ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ کیا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں سے ہے اس سے جا ملے [یعنی بنو غفیلہ والوں میں چلے جا] یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے کہ اس سے مل جانا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ کیا میں اپنی تلوار سنبھال کر اپنے کاندھے پر نہ رکھ لوں؟ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریک (فتنہ) ہو جائے گا میں نے کہا کہ پھر مجھے آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کر لینا چاہئے۔ میں نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں گھس کر میرے پاس آ پہنچے۔

فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھے مغلوب کر دے گی تو اپنی چادر اپنے منہ پر ڈال لینا۔ وہ (قتل کر کے) تیرا اور اپنا گناہ لے کر جائے گا۔

اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ اور ان کے اقارب کو بھی آپ ﷺ فرماتے اور قتال سے روکتے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے، حضرت علی مرتضیٰؓ کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ پائی جاتی ہے جو قتال کے بارے میں اُن کے سخت ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ خلافت کا حق نہ کریں (یعنی دستبردار نہ ہوں) اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری پوری سعی کو کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے زمرے میں مبعوث ہوں۔

اس کی نظیر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے (کہ آپ نے حسب ارشاد نبوی ﷺ قتل ہونا گوارا کیا مگر خلافت سے دست برداری منظور نہ کی)۔ رہے آپ کے رشتہ دار تو ان کے لئے ضروری تھا کہ حق قرابت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور خلیفہ برحق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور حضرت عمار بن یاسرؓ بھی چونکہ شدت کے ساتھ حضرت حقؓ کی محبت اپنے اوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے اقارب کے حکم میں داخل تھے۔

الحاصل حضرت علی مرتضیٰؓ اور ان کے اقارب کے حق میں یہ معنے اقرب الی الصواب ہے اور اس جماعت کے حق میں جو قرابت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے قریب تر تھی

ع "ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد"

"یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہے"

پھر حضرت علیؓ مرتضیٰ سے جنگ جمل اور صفین سے پہلے اور ان دونوں قتالوں کے بعد ایسے اقوال مروی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متباین ہیں ۔بظاہر (حضرت علی مرتضیٰؓ کی) نہایت درجہ احتیاط و تقوے اور جانب مخالف کی دلیل کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہو گا۔

حاکم نے طارق بن شہابؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو (مقام) ربذہ میں اونٹ کے ایک پرانے کجاوے پر بیٹھا ہوا دیکھا اور وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم دونوں کو کیا ہو گیا کہ لڑکیوں کی طرح رو رہے ہو خدا کی قسم میں نے اس امر کو الٹ پلٹ کر خوب جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ پایا کہ قوم سے قتال کرو یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے اس کے ساتھ کفر کرو۔

اور متعدد اسناد کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ سے مروی ہے اور ابو صالح وغیرہ سے بھی کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے کاش میں اس واقعہ سے بیس سال پہلے مر جاتا۔اس کی بعض اسناد کو ابو بکرؒ اور حاکم نے روایت کیا۔

ابو بکرؒ نے حضرت عمارؓ سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ اگر وہ ہم کو اتنا مارتے کہ ہم کو ہجر کی کالی زمین تک پہنچا دیتے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ ہم حق پر ہیں، اور وہ گمراہی پر۔

ابو بکرؒ نے سلیمانؒ بن مہران سے روایت کی ہے: کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے روایت کی جس نے حضرت علیؓ سے جنگِ صفین میں سنا تھا اور وہ اپنے ہونٹ چبا رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورت حال اس طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیلئے) نہ نکلتا جائے ابو موسیٰؓ فیصلہ کرے (یعنی حکم بن کر) خواہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔

ابو بکرؒ نے شعبی سے روایت کی ہے: انہوں نے حارث سے کہا، کہ جب حضرت علیؓ صفین سے پہلے واپس ہوئے تو انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن سکیں گے (یعنی امت ان پر مجتمع نہ ہو گی) تو وہ ایسی باتیں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور ایسی حدیثیں بیان کرنے لگے تھے جن کو پہلے بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو! معاویہؓ کی امارت سے کراہت نہ کرو۔ واللہ اگر تم نے اس کو گم کر دیا تو تم لوگوں کے سروں کو حنظل کی طرح ان کے کندھوں سے اچھلتے ہوئے دیکھو گے۔

ثبت

تبصرہ

ان تمام روایات سے درج ذیل امور ثابت اور واضح ہوتے ہیں:

۱۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت پر صحابہ کرام کی اکثریت نے اتفاق کر لیا تھا۔ لہٰذا حضرت علیؓ کی خلافت برحق ہے۔

۲۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا موقف درست ان کے مخالفین غلطی پر تھے۔ لیکن چونکہ ان سے اجتہادی غلطی واقع ہوئی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں.... قابل معافی ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ صاحب نے بجا فرمایا ہے:

"خلافت نے حضرت علیؓ کو نہیں بلکہ حضرت علیؓ نے خلافت کو زینت بخشی"

۳۔ حضرت علیؓ کی خلافت اور ان سے محبت کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی واضح احادیث موجود ہیں۔ اور وہ اس درجہ اور اس معیار کی ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں ہے۔ جن میں سے کچھ احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ کچھ احادیث میں اُن کو حق پر قرار دیا ہے اور اُن کا ساتھ دینے کا حکم دیا۔ اور بعض احادیث میں انؓ سے دشمنی اور عداوت رکھنے اور اُن کی مخالفت سے بچنے کا حکم دیا۔ اور ان کی دشمنی کو خود آنحضور ﷺ سے دشمنی قرار دیا ہے۔

۴۔ حضرت علیؓ کی "ولایت" کے بارے میں روایات بہت ہی مستند اور ثقہ طریقے سے منقول ہوئی ہیں۔ (مثلاً جس کا میں مولا ہوں اُس کا علیؓ مولا

ہے)۔ ولایت کے لئے جو تاویل بھی کر لی جائے اس میں حکومت و اقتدار کا مفہوم بھی شامل ہے۔ لہٰذا حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ کے بعد منعقد ہونے والی خلافت کے متعلق کسی شک یا شبہے کی گنجائش نہیں ہے۔

۵۔ حضرت عمرؓ فاروق نے اپنی شہادت کے موقع پر جو چھ رکنی ٹیم بنائی تھی اور جس کے ذمہ آئندہ خلیفہ کی تقرری یا نامزدگی کا اختیار لگا دیا تھا۔ اس میں موجود تمام ارکان نے اپنی اپنی خلافت سے دست برداری پر اتفاق کر لیا تھا اور صرف دو اُمیدوار باقی رہ گئے تھے یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ۔ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مشورے کے بعد حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا تھا۔ لہٰذا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد از خود حضرت علیؓ مرتضیٰ کے لیے خلافت کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان کی خلافت مسلّم ہے۔

۶۔ تمام آئمہ اہلسنت والجماعت نے حضرت علیؓ کی خلافت پر اتفاق اور اجماع کیا ہے اور کسی بھی معتبر عالم دین اور امام سے ان کی مخالفت ثابت نہیں۔ جبکہ اہل تشیع تو انہیں خلیفہ بلافصل مانتے ہیں۔ لہٰذا ان کی خلافت پر پوری اُمت کا اجماع اور اتفاق ہے۔

۷۔ اپنے فضائل و مناقب اسلام اور آنحضور ﷺ کی خدمت میں اُن کی پیش قدمی، علوم اسلامیہ کے تمام شعبوں پر اُن کی مہارت و تبحر، ذاتی طور پر تمام صفاتِ حسنہ کی جامعیت وغیرہ سے بھی ان کا خلافت کے لیے استحقاق ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے زمانے میں ان صفات و مناقب میں کوئی ان کا مدِ مقابل نہ تھا۔ اس

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیے بھی حضرت علیؓ کی خلافت کا ثبوت ہر شک و شبہے سے بالاتر ہے۔ کاش امت ان کے زمانے میں ان کی خلافت پر اتفاق کر لیتی۔

AF-1361

ہم نہیں ہوں گے

خدا آباد رکھے بزمِ یاراں، ہم نہیں ہوں گے
غزالاں! ہم نہیں ہوں گے، بہاراں! ہم نہیں ہوں گے

ہمارے بعد یارانِ طریقت کس کو دیکھیں گے
بہت ہوگا مجوم بادہ خواراں، ہم نہیں ہوں گے

ظہورِ مہدیِ آخر زماں کا وقت آ پہنچا
جہاں پر چھائے گا ابرِ بہاراں، ہم نہیں ہوں گے

زمین اپنے غزالے ڈھال دے گی اس کے قدموں میں
جب آئے گا وہ رشکِ تاجداراں، ہم نہیں ہوں گے

علم لہرائیں گے اللہ اکبر کی صداؤں میں
بڑھے جائیں گے جیشِ شہسواراں، ہم نہیں ہوں گے

نزولِ حضرتِ عیسیٰ بھی ہوگا، لوگ دیکھیں گے
عجب ہوگا شکوہ پاسداراں، ہم نہیں ہوں گے

جو اس دنیا میں آیا ہے، وہ جانے ہی کو آیا ہے
نفیسؔ اب حشر تک ہے ہجرِ یاراں، ہم نہیں ہوں گے

یہ کلام حضرت نفیس شاہ صاحبؒ نے ۱۳۲۵ھ میں تحریر فرمایا اور اب پہلی مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے

خاکپائے شاہ نفیس الحسینیؒ احقر رضوان نفیس

toobaa-elibray.blogspot.com

امام الاشجعین اسد اللہ الغالب

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

فضائل مناقب اقوال کرامات خصائل مبارکہ

"ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" کا آخری باب

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ تعلیق و تصحیح

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

سعی و اہتمام

میاں رضوان نفیس

شاہ نفیس اکادمی

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ نفیس اکادمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ارحم امتی بامتی ابو بکر

واشدھم فی امر اللہ عمر

واحیاھم عثمان وافضاھم علی

وسید شباب اھل الجنۃ الحسن والحسین

وسیدۃ نساء اھل الجنۃ فاطمۃ

وسید الشھداء حمزۃ رضی اللہ عنہم

شاہ نفیس اکادمی

۱۱ اے ۲۶، سعدی پارک مزنگ، لاہور۔

0300-4183709

toobaa-elibrary.blogspot.com

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com